مولانا سید محمد علوی مالکی

المستشرقون بين الانصاف والعصبية

ترجمہ

مستشرقین کا انصاف و تعصب

از

مولانا افتخار احمد قادری

رکن

المجمع الاسلامی۔ مبارکپور۔ اعظم گڈھ۔ یوپی

Price Rs. 2.50

ختم نبوت ﷺ زندہ باد　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈمن "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈمن کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی وغیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کر کے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی وفرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈمن سے رابطہ کیجئے۔
- سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی وذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صَرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفیکیشن ضروری ہے۔**
- اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈمن سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہرگز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

0306-7163117　　0343-7008883　　0333-8033313

محمد سلمان سلیم　　پاکستان زندہ باد　　راؤ ایاز

پاکستان زندہ باد　　　　پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو

سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۸

مستشرقین

کا

انصاف و تعصب

تصنیف:- مولانا سید محمد علوی مالکی حفظہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ:- مولانا افتخار احمد قادری

بتعاون

جناب عبدالعزیز صاحب رضوی کوڈنگا۔ کوراپٹ۔ اڑیسہ

ادارۂ تحریر و اشاعت

المجمع الاسلامی۔ مبارکپور۔ ضلع اعظمگڈھ یوپی ہند

تاج آفسٹ پریس الہ آباد

سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۸

کتاب ــــــــــ المستشرقون بین الانصاف والعصبیۃ

تصنیف ــــــــــ سید محمد بن علوی مالکی حفظہ اللہ

ترجمہ ــــــــــ مستشرقین کا انصاف وتعصب

مترجم ــــــــــ مولٰنا افتخار احمد قادری

کتابت ــــــــــ شعبۂ کتابت ضیاء العلوم خیرآباد۔

تصحیح ــــــــــ مولانا عبدالغفار اعظمی مصباحی

طباعت عربی ــــــــــ ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء

اشاعت ترجمہ ــــــــــ بار اول جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ مارچ ۱۹۸۳ء

ناشر ــــــــــ المجمع الاسلامی مبارکپور

صفحات ــــــــــ ۴۸ قیمت دو روپئے پچاس پیسے

ملنے کے پتے

(۱) مجلس اشاعت طلبۂ فیض العلوم۔ محمد آباد گوہنہ۔ ضلع اعظم گڈھ (یوپی)

(۲) حافظ قمرالدین رضوی۔ رضوی کتاب گھر۔ غیبی پیر روڈ۔ بھیونڈی۔ (مہاراشٹر)

(۳) اعجاز بکڈپو۔ ناخدا مسجد گیٹ ۲۔ زکریا اسٹریٹ۔ کلکتہ ۷۳

(۴) روضۃ المعارف ضیاء العلوم خیرآباد ضلع اعظم گڈھ (یوپی)

نوٹ: المجمع الاسلامی سے متعلق حالیہ مراسلت کا پتہ:۔ پرنسپل فیض العلوم۔ محمد آباد۔ اعظم گڈھ

تمہید

حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مبارکپوری

قدس سرہ (متوفی ۱۳۹۶ھ) بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

کی خدمت میں

- جو عمر کی اپنی آخری منزل میں بھی عمل پیہم اور سعی مسلسل کی مکمل تصویر رہے
- جنھوں نے ہمیں عمل کی عظمت سے آشنا کرایا۔
- جنھوں نے حرکت وعمل سے خالی زندگی کو موت سے تعبیر کیا۔
- جن کا فرمان تھا۔ "زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام"۔
- جنھوں نے ہر منفی عنصر کو عمل کی توانائی سے فروکرنے کا درس دیا۔
- جن کے نزدیک عمل کی طاقت ناقابل تسخیر ہے۔
- جن کے عمل کا پیغام
- اور جن کے عمل کا فیضان

دور دور تک پھیلتا جارہا ہے

خدائے قدیر عمل کے اس مجاہد کی لحد پر رحمت و نور کی بارش فرماتا رہے۔ آمین،

نیاز کیش

افتخار احمد قادری

المجمع الاسلامی مبارکپور

فہرست

تقریظِ جلیل

از محققِ دوراں فقیہ عصر علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی

دامت فیوضہم السامیہ

صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، سرپرست المجمع الاسلامی ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً لربہ ومصلیاً علیٰ حبیبہ وعلیٰ آلہ وصحبہ

مکہ معظمہ کے جلیل القدر عالم حرم کعبہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی مدظلہ کے ربی رسالہ "المستشرقون بین الانصاف والعصبیۃ" کا یہ اردو ترجمہ ہے۔ مترجم "الجامعۃ الاشرفیۃ" کے استاذ الادب، لغت عربی کے صف اول کے ماہر، رکن "المجمع الاسلامی" جناب مولانا افتخار احمد صاحب قادری زید مجدہم ہیں۔

یورپ کے مستشرقین اپنے عناد وتعصب اور تنگدلی کی وجہ سے اسلام اور بانی اسلام کے خلاف صدیوں سے جو زہر افشانی کر رہے ہیں، اس رسالے میں حضرت مصنف نے ان کی نشاندہی کی ہے۔ ور اخیر میں ایسی تجاویز پیش کی ہیں جن پر عمل کیا جائے تو بہت ضروری اور نتیجہ خیز فوائد حاصل ہو سکتے ہیں عالمی سطح پر یہ وقت کا بہت بڑا اور اہم فریضہ ہے۔

ہندوستان کے مسلمان عوام تو عوام خواص تک اس سے تقریباً بے خبر ہیں۔ کہ یورپ والوں نے علمی سطح پر اب تک کیا کیا ہے اور کیا کر رہے ہیں۔ پھر اسکی مدافعت کا احساس کہاں سے ہو۔ ضرورت تھی کہ ہندوستان کے مسلمان بھی اس سے باخبر ہوں۔ ترجمہ کر کے فاضل مترجم نے یہ ضرورت پوری کر دی۔ اب دیکھنا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان کیا کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اپنی نجی مسائل اتنے ہیں کہ وہ انھیں میں الجھے ہیں۔ اور کوئی امید نہیں کہ ان سے فراغت

نصیب ہو۔ لیکن امت مسلمہ کی تاریخ ہی یہ ہے کہ وہ بیک وقت داخلی خارجی ہر محاذ پر مردانہ وار مدافعت کرتی رہی ہے۔ اس وقت اس سے یہی توقع ہے۔

بانی الجامعۃ الاشرفیہ حضرت حافظ ملت قدس سرہٗ کے ذہن میں اس محاذ پر بھی کام کرنے کیلئے آدمی پیدا کرنے کا خاکہ تھا، اسی لئے جامعہ کے نصاب میں انگریزی زبان لازم کی گئی۔ لیکن حضرت کے وصال سے اشرفیہ کی ترقی کی وہ رفتار نہ رہ سکی جو متوقع تھی۔ اشرفیہ کے سر ابھی ابتدائی مراحل کے اتنے کام ہیں کہ وہ انھیں سے نپٹ سکا۔ پھر وہ اتنے بڑے اور اہم منصوبے پر کیسے کوئی کام کر سکتا ہے۔ مولیٰ عز وجل غیب سے اشرفیہ کے ارباب حل وعقد کی مدد فرمائے کہ وہ جلد از جلد بانی جامعہ قدس سرہٗ کے بنائے ہوئے تمام منصوبوں پر عمل پیرا ہوں۔ نیز اس خصوص میں کسی کو توفیق دے کہ وہ قابل اعتنا کام کر کے امت مسلمہ کے سر جو فریضۂ مدافعت عائد ہے اس سے ملت کو عہدہ برآ کرسکے۔

محمد شریف الحق امجدی

خادم الافتاء اشرفیہ مبارکپور

۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

۹ فروری ۱۹۸۳ء

تعارف

فضیلۃ الاستاذ حضرت علامہ مولانا محمد بن علوی بن عباس مالکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ مکہ مکرمہ جس میں دنیا کا سب سے مقدس گھر کعبہ مشرفہ ہے اور وہ مکہ مکرمہ جس میں اسلام کی سب سے افضل مسجد ، مسجد حرام ہے جس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور وہ مکہ مکرمہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطاب کرکے فرمایا تھا ، تو کتنا اچھا اور مجھے کتنا محبوب ہے تیری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں کہیں جاکر نہ بستا (۱)

ایک بار اور خطاب فرمایا تھا ، اے مکہ خدا کی قسم تو اللہ کی سب سے بہتر سرزمین اور اسی سب سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے اس زمین سے نکالا نہ جاتا تو میں نہ نکلتا (۲)

اسی پُرنور اور مقدس سرزمین کے ایک روشن چراغ اور گوہر شب تاب فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مولانا محمد بن علوی مالکی ہیں ۔ آپ سادات سے ہیں آپ کا سلسلۂ نسب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک اس طرح پہنچتا ہے محمد حسن بن علوی بن عباس بن عبدالعزیز بن عباس بن عبدالعزیز بن محمد بن قاسم بن علی بن عربی بن ابراہیم بن عمر بن عبدالرحیم بن عبدالعزیز بن ہارون بن علوش بن مندیل بن علی بن عبدالرحمٰن بن علیسیٰ بن احمد بن محمد بن علیسیٰ بن ادریس بن ادریس بن عبداللہ کامل بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط بن علی زوج حضرت سیدہ فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم ۔

آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی وہیں پرورش پائی اور مسجد حرام کے حلقۂ درس ، مدرسۃ الفلاح اور مدرسہ تحفیظ القرآن الکریم میں آپ نے تعلیم حاصل کی ۔

تعلیمی سلسلہ میں مغرب ، مصر اور ہند و پاک کا بھی سفر کیا ۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے والد ماجد کے حکم سے تدریس کا آغاز کیا ۔ آپ کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا علوی بن عباس مالکی کی (ولادت

(۱) ترمذی (۲) نسائی

۱۳۲۸ھ مکہ - وفات ۱۳۹۱ھ) مسجد حرام کے استاذ اور متعدد اہم کتابوں کے مصنف تھے :-
(۱) ابانۃ الاحکام شرح بلوغ المرامؒ (۲) نیل المرام شرحِ عمدۃ الاحکام (۳) فیض الخبیر فی
اصول التفسیر (۴) المواعظ الدینیہ وغیرہ آپ کی بعض مشہور کتابیں ہیں۔

۱۳۹۱ھ میں جب انھوں نے رحلت فرمائی تو علمار مکہ جمع ہوئے اور مولانا علوی کو ان کے والد
ماجد کی ذمہ داریاں سونپیں۔ مولانا علوی اپنی کتاب الطالع السعید کے مقدمہ میں اپنے آغاز تدریس اور
منصب تدریس مسجد حرام سے باریابی کا حال لکھتے ہیں۔

میں نے اللہ کے فضل سے قبل بلوغ ہی اپنے والد ماجد سید علوی مالکی کے حکم سے پڑھانا
شروع کر دیا تھا۔ جس وقت میں کوئی کتاب ختم کرتا اسی وقت میرے والد اس کتاب کو پڑھانے
کا حکم دیتے اس طرح میں نے تدریس کی ابتدار کی۔ میرے والد علیہ الرحمۃ کی وفات کے تین دن بعد
علمار مکہ میرے گھر پر اکٹھا ہوئے اور مجھے میرے والد ماجد کی جگہ مسجد حرام کا مدرس مقرر کیا۔ اللہ کے
فضل وکرم اور اسکی توفیق و تائید سے آج بھی میں اس سعادت سے بہرہ در ہوں (۱)

آپ نے دنیا کے بہت سے اہم شہروں اور ملکوں کا علمی سفر کیا اور وہاں کے کتب خانوں اور
شخصیتوں سے استفادہ کیا۔ اپنی کتاب "فضل الموطا وعنایۃ الامۃ الاسلامیۃ" کی تحقیق کے دوران شام،
شام، تیونس، مغرب، مدینہ طیبہ اور طائف پہونچے اور حسب ضرورت قیام کرکے تحقیقی کام کیا۔

بہت سے عالمی اجلاس اور کانفرنسوں کی آپ کو دعوت دی گئی اور بہتوں میں آپ نے شرکت
بھی فرمائی — مندرجہ ذیل کانفرنسوں میں آپ خاص طور سے تشریف لے گئے۔

(۱) - الملتقی الاسلامی - الجزائر
(۲) - المرکز الاسلامی - جاکرتا
(۳) - مرکز الجمعیۃ الاسلامیہ - کنیڈا
(۴) - ندوۃ الامام مالک - فاس (مغرب)

(۱) ص ۳، ۴ - الطالع السعید

(۵) مؤتمر علماء المالکیہ ——— لندن ——— برطانیہ

(۶) مؤتمر علماء المسلمین ——— مالیبار

سعودیہ عربیہ میں منعقد ہونے والے مقابلہ قرارت کے تین سال تک آپ صدر رہے پھر معذرت کر دی ان کے علاوہ اور بھی بہت سے تاریخی اجلاس سے خطاب فرمایا

سنہ ۱۳۹۰ھ میں مولانا کلیۃ الشریعہ مکہ مکرمہ کے مدرس مقرر ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ آپ کے والد ماجد کی وفات ہوگئی اور آپ مسجد حرام کے استاذ مقرر ہو گئے۔

اس وقت مولانا کی زندگی نہایت مصروف اور اسلامی خدمات سے مملو رہے۔ مدرسہ صولتیہ کے آپ صرف استاذ ہی نہیں بلکہ اس ادارہ کی تمامتر ذمہ داریاں آپ ہی کے سر ہیں۔ بیرون ملک کے تقریباً پچاس طلبہ کی آپ کفالت بھی فرماتے ہیں بعد مغرب تا عشاء مسجد حرام کے اندر درس حدیث و قرآن میں مشغول رہتے ہیں اور بعد عشاء اپنے مکان پر محفل منعقد کرتے ہیں جسمیں تلاوت قرآن، ذکر و نعت اور سلام پڑھے جاتے ہیں۔ گذشتہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ کے موسم حج میں اس محفل میں شرکت کی سعادت راقم سطور اور صدیق مکرم مولانا محمد یٰسین اختر صاحب کو بھی حاصل ہوئی۔ بڑی ہی پر کیف مجلس ہوتی ہے۔ بعد محفل عام حالات میں تصنیفی کاموں میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی ذات سے ایک انجمن ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام جنھوں نے مکہ کی اس خشک بے آب و گیاہ وادی کو اسلام کا چمنستان بنایا جن کو قرآن میں پوری امت فرمایا گیا انھیں کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اسی وادی کے فرزند مولانا علوی مالکی بھی ایک پوری جماعت معلوم ہوتے ہیں اور پوری ایک قوم کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور اپنی عطر بیز خدمات سے ایک عالم کو معطر کر رہے ہیں۔

—— مولانا مالکی اپنی جوان سالی ہی میں اس قدر دینی خدمات انجام دے چکے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اب ذیل میں ان کی تصنیفی و تحریری خدمات کا اجمالی تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

"الانسان الکامل" کے علاوہ یہ ساری کتابیں میرے پیش نظر ہیں اور مختلف مسلم ممالک کی چھپی ہوئی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کو نہ صرف مملکتِ عربیہ سعودیہ ہی میں جانا پہچانا جاتا ہے بلکہ پورے عالم اسلام میں آپ کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

یہ کتابیں اصلاحی و دعوتی بھی ہیں اور بعض خالص علمی و تاریخی بھی۔ ان کے اندر مولانا کی ایک ہمدرد مصلح، ایک عظیم مفکر اور ایک جلیل القدر محقق کی شکل میں صاف طور سے دیکھے جاسکتے ہیں۔

(۱) **ادب الاسلام فی نظام الاسرہ**۔ نظام خاندان میں تعلیمات اسلام۔ (مطبوعہ مطابع سحر جدہ سعودیہ عربیہ) کتاب کے نام سے ہی مضامین کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، ایک صحیح خاندان کس طرح تشکیل پاتا ہے، کیسے اسکا آغاز ہوتا ہے، کیسے وہ بڑھتا اور پھیلتا ہے اور یہ خاندان کس طرح ایک اچھے معاشرہ کا حصہ بن سکتا ہے۔ اس قسم کے موضوعات پر اس کتاب میں گفتگو کی گئی ہے اور قرآن و حدیث کی عبارتوں سے بحثوں کو مدلل اور مزین کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے چند ذیلی عنوانات یہ ہیں

(۱) اسلام سے پہلے خاندان کا حال (۲) زوجین کا طرز زندگی (۳) اسلام اور تعدد ازدواج (۴) عورت اور کام (۵) تحدید نسل وغیرہ۔

اچھے خاندان اور اچھے معاشرہ کی تشکیل میں یہ کتاب بہت اچھا رول ادا کر سکتی ہے

(۲) **الطالع السعید المنتخب من المسلسلات والاسانید** (مطبوعہ مطابع سحر جدہ)

اس کتاب میں مولانا علوی نے اپنی علمی اسناد کا ذکر کیا ہے۔ حدیث مسلسل بالاولیت، حدیث مسلسل بالمحبت اور حدیث مسلسل بیوم عاشورہ وغیرہ کی سندوں کے ساتھ جلالین، موطا امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابو داؤد، حزب البحر، قصیدہ بردہ شریف وغیرہ کی اسناد کا ذکر ہے۔ مولانا جس کو حدیث وغیرہ کی اجازت دیتے ہیں اسے یہ کتاب پیش کر کے اپنا دستخط ثبت کرتے ہیں، راقم سطور کو بھی مولانا نے سند و اجازت کا اعزاز بخشا، گذشتہ ۱۴۰۲ھ کے موسم حج میں ان کی خدمت میں حاضری ہوئی اور بعد مغرب محفل میلاد میں انھوں نے ہمیں اجازت سے نوازا۔

رب تعالیٰ ہمارے اوپر ان کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

(۳) **حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف**۔ جشن میلاد النبی کے جواز پر اس کتاب میں بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ بھی بقلم مولانا محمد لیس صاحب عنقریب المجمع الاسلامی سے شائع ہو رہا ہے جس میں اس کتاب پر مختصر تبصرہ بھی شامل ہوگا۔

(۴) **زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن** (مطبوعہ دار الانسان قاہرہ مصر) اصول تفسیر پر یہ ایک عمدہ اور جامع کتاب ہے۔ علامہ سیوطی کی الاتقان فی علوم القرآن کی یہ کامیاب تلخیص ہے۔ کچھ ضروری اضافے بھی کئے گئے ہیں جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں مولانا نے تحریر فرمایا ہے۔ تفسیری مطالعہ کے لئے یہ کتاب بڑی مفید ہے

(۵) **قُلْ ہٰذِہٖ سَبِیْلِیْ** (مطبوعہ دار المدینۃ المنورۃ للنشر والتوزیع المدینۃ المنورۃ) اس کتاب میں اسلامیات اور ایمانیات کا اجمالی تذکرہ ہے اس کے بعض عنوانات یہ ہیں:۔
کلمہ طیبہ، ایمان باللہ، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، حوض کوثر، جنت و دوزخ، شفاعت، ایمان کا تقاضا، علم و عبادت کی فضیلت اور تقویٰ کے درجات وغیرہ۔
ایک مومن کی اصلاح و تربیت کے لئے یہ کتاب بڑی ہی نفع بخش ہے۔

(۶) **الدعوۃ الاصلاحیہ** (مطبوعہ مکتبۃ الغزالی دمشق و موسسۃ مناہل العرفان، بیروت)
اصلاحی موضوعات پر ریڈیو سعودیہ عربیہ سے نشر ہونے والے مضامین کا یہ مجموعہ ہے مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے مضامین ہیں مگر افادیت و مقصدیت کے لحاظ سے یہ چھوٹے نہیں بلکہ بڑے ہیں۔
ان کے بارے میں مؤلف رقمطراز ہیں۔ عقیدہ، اخلاق اور معاملات سے متعلق مختلف موضوعات پر میری دس سالہ جانفشانیوں کا یہ نچوڑ ہے۔
مؤلف کے والد ماجد ہر جمعہ کی صبح کو اصلاحی موضوعات پر ریڈیو سعودیہ سے خطاب فرماتے ان کے بعد یہ شرف مولانا علوی کو حاصل ہوا۔ انھیں خطابات کو مقالات کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ تقریباً ساٹھ مقالات اس مجموعہ میں شامل ہیں۔

صدیق محترم مولانا اسرار الحق نعیمی صاحب اس کتاب کا ترجمہ کر رہے ہیں جو بہت جلد المجمع الاسلامی مبارکپور سے شائع ہوگا۔

⑦ **فی سبیل الھدیٰ والرشاد** (مطبوعہ مطابع سحر جدّہ) یہ کتاب بھی ریڈیو سعودیہ سے نشر ہونے والے خطابات کا مجموعہ ہے، مولانا کے بعض احباب نے ان خطابات کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی تجویز رکھی، آپ نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے انھیں شائع کیا۔ مقدمۂ کتاب میں مولانا لکھتے ہیں:-

"مجھ سے بعض احباب نے مطالبہ کیا کہ اپنی وہ گفتگوئیں جو میں نے ریڈیو سعودیہ عربیہ سے نشر ہونے کے لئے لکھی تھیں انھیں یکجا کرکے شائع کردوں، میں نے اللہ عزوجل سے استخارہ کیا، انشراح صدر ہوجانے کے بعد انھیں کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔

یہ مقالات بھی عقیدہ، اخلاق اور معاملات سے متعلق میری دس سالہ کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ میرے والد ماجد تقریباً تیس سال تک ہر جمعہ کو بوقت صبح ریڈیو سعودیہ سے خطاب فرماتے یہ نشر ہونے والے خطابات میں نے کاپی اور ٹیپ سے نقل کرکے یکجا کیے اور نفحات الاسلام کے نام سے شائع کیا۔ اس طرح مولانا نے اپنے والد ماجد کے مقالات مذکورہ نام سے شائع کئے اور اپنے خطابات کو "فی سبیل الہدیٰ والرشاد" اور الدعوۃ الاسلامیہ کے نام سے طبع کرایا۔ اس مجموعہ میں تقریباً پچاس مقالات ہیں"۔

⑧ **المنھل اللطیف فی اصول الحدیث الشریف** (مطبوعہ مطابع سحر جدّہ) اصول حدیث کے موضوع پر یہ ایک نہایت عمدہ، مفید اور محققانہ کتاب ہے، حدیث کے اقسام کے ساتھ صحابہ کرام، ان میں ممتاز شخصیتوں اور تابعین پر بھی بڑی جامع گفتگو کی ہے۔ پھر کتب احادیث، ائمہ احادیث اور ان کی خدمات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ خاتمہ میں

حدیث کے بارے میں مستشرقین کے موقف کی نشاندہی کی گئی ہے۔

اصول حدیث کے موضوع پر اتنی سہل، رواں اور جامع کتاب نظر سے نہ گذری جو طلبہ اور علماء دونوں کے لئے یکساں مفید ہو ـــــ مقدمہ کتاب میں مؤلف لکھتے ہیں:-

"یہ اصول حدیث کے وہ مباحث ہیں جنکی ضرورت طلبہ کو بھی ہے اور علماء کو بھی، اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتے، اسمیں اصول حدیث، تاریخ حدیث اور راویان حدیث کے ساتھ اہل اسلام کی حدیث سے دلچسپی اور لگن کا ذکر بھی ہے۔ اسمیں چھ فصلیں ہیں:- (۱) اسمیں سنت کی تعریف، اس کے حجت ہونے کا بیان اور قرآن کے بعد اس کا اصل ماخذ ہونے اور اسکی تاریخ تدوین وغیرہ کا تذکرہ ہے (۲) اس فصل میں علم حدیث، علم اصول حدیث، علم حدیث کی فضیلت وعظمت، حدیث، سنت، حدیث نبوی، حدیث قدسی اور قرآن کے درمیان کیا فرق ہے اس کی وضاحت کی گئی ہے (۳) مطالعہ حدیث کے لئے جن اصطلاحوں کی ضرورت پڑتی ہے اور جن کے بغیر کسی طالب علم کا مطالعہ مکمّل نہیں ہوسکتا ان اصطلاحوں کی تعریفات اس فصل میں پیش کی گئی ہیں (۴) اسمیں صحابہ کرام، ان کی عظمت وفضیلت، طبقات صحابہ کا بیان ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کن کن صحابہ سے زیادہ روایتیں منقول ہیں (۵) اس میں کتب احادیث اور ان کی انواع کی تصریح ہے (۶) اس میں مشہور ائمہ حدیث اور ان کی کتابوں کی اہمیت وخصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بحیثیت مجموعی فن اصول حدیث میں یہ کتاب ایک عظیم الشان اضافہ ہے۔"

(۹) **القواعد الأساسیہ فی علم مصطلح الحدیث** (مطبوعہ مطابع سحر جدّہ) یہ کتاب بھی اصول حدیث کی مختصر اور جامع کتاب ہے خاص طور سے طلبۂ حدیث کے لئے مرتب کی گئی ہے۔

(۱۰) **فضل المؤطا وعنایۃ الامۃ الاسلامیۃ بہ** (مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ میدان احمد ماہر) مؤطا امام مالک کے بارے میں اکثر مورخین کی رائے ہے کہ یہ حدیث کی پہلی اور اپنی صحت

وجامعیت کے لحاظ سے ممتاز کتاب ہے۔ اسی کتاب کی عظمت واہمیت اور خصوصیت پر مولانا مالکی نے اس کتاب میں تحقیقی نظر ڈالی ہے۔ یہ کتاب مختلف شہروں اور ملکوں میں رہ کر مکمل کی گئی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں:-

"جب میں نے کتاب کی تدوین کا عزم مصمم کرلیا اور کام کا آغاز کیا تو سفر وحضر کی کوئی رکاوٹ میرے کام کے درمیان حائل نہ ہوسکی۔ چنانچہ میں نے مکہ مکرمہ کے علاوہ اس کتاب کے کچھ حصے مصر، مدینہ منورہ، طائف، مغرب، تیونس، اور شام میں بھی لکھے۔ اور بعض مخطوطات کا فوٹو لینے کے لئے قاہرہ، دمشق اور تیونس کے سفر بھی کئے اور ترکی سے بھی بعض مخطوطات طلب کئے"

اس کتاب میں مؤطا نام ہونے کی وجہ، سبب تالیف، احادیث و راویان کی تعداد، طرز نگارش، اہل مدینہ کے عمل سے اس کا تعلق اسکی اہمیت اور مؤطا سے متعلق علمار کے تاثرات اور ان کا اس کتاب کے ساتھ اعتنار، اس کی مقبولیت، اس کی سماعت کے لئے علمار کا اکناف عالم سے سفر، اس کتاب کا مرتبہ و معیار، اس کی بلاغت اور مؤطا کی بعض غیر معمولی بہا روایات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کتاب کی شروح اور اس پر لکھے جانے والے تاثرات کا جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

اخیر میں مولانا نے موطا سے متعلق بعض شبہات کا ازالہ کیا ہے اور ہر ایک کا اطمینان بخش جواب قلمبند فرمایا ہے ۔ اس کتاب پر ان کے والد ماجد کے ساتھ ازہر کے استاذ حدیث علامہ محمد محمد ابو زہو اور حرمین شریفین کے محدث حضرت علامہ شیخ حسن بن محمد مشاط کی تقریظات بھی شامل کتاب ہیں

(۱۱) **حاشیۃ المختصر فی السیرۃ النبویۃ** (مطبوعہ مطابع سحر جدہ) یہ مختصر فی السیرۃ النبویۃ امام عبدالرحمٰن بن ربیع شیبانی کی تالیف ہے، اسمیں میلاد النبی کا تذکرہ ہے۔ لیکن اس کتاب میں احادیث کے حوالے مذکور نہ تھے۔ میلاد نبی سے دلچسپی رکھنے والے بعض حضرات نے

مولانا مالکی سے اس کتاب کی روایتوں کے مراجع دریافت کیے، مولانا نے مراجع کی نشاندہی کی پھر مولانا نے سوچا کہ کیوں نہ روایتوں کے مراجع لکھدیئے جائیں۔ چنانچہ اسکے لئے مولانا کو انشراحِ صدر حاصل ہوگیا اور اس طرح پوری کتاب کی حاشیہ آرائی کردی اور مختصر شیبانی کی اہمیت وافادیت اور وقعت بہت زیادہ بڑھادی اور کتاب کا ایک دقیع مقدمہ لکھ کر اس کے آسمان عظمت پر چار چاند لگا دیئے۔ مقدمہ میں مولانا نے میلاد النبی کے جواز پر بیس دلائل قائم فرمائے ـــ پہلی دلیل ملاحظہ ہو:-

جشنِ میلاد النبی کیا ہے، بس حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ مسرت وشادمانی کے اظہار کا نام ہے اور اس سے تو کافر کو بھی فائدہ پہونچا ہے۔ بخاری کی حدیث ہے:-

"ابولہب کے عذاب میں ہر دوشنبہ کو کمی کردی جاتی ہے اور اس کا سبب محض یہ ہے کہ اس نے اپنی لونڈی ثُوَیبہ کو صرف اس وجہ سے آزاد کر دیا تھا کہ اس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پاک کی بشارت ابولہب کو سنائی تھی۔"

اس طرح مولانا نے جواز کے بیس دلائل قلمبند کر کے اس کتاب کی قدر وقیمت میں زبردست اضافہ کر دیا ہے۔

(۱۲) **حول خصائص القرآن** (مطبوعہ دار الفکر بیروت) اس کتاب میں خصوصیات قرآن سے بحث کی گئی ہے۔ پہلے حصہ میں قرآن کے علمی نہج کی خصوصیات اور دوسرے میں اسلوب قرآن کی خصوصیات اور تیسرے میں فضائل قرآن کی خصوصیات اور چوتھے میں قرآن کی عام خصوصیات کا تذکرہ ہے۔

(۱۳) **ذکریات ومناسبات** (مطبوعہ مکتبۃ الغزالی دمشق ومؤسسۃ مناہل العرفان بیروت) اس میں سال کے مختلف یادگاری دنوں اور مہینوں اور بعض تاریخی واقعات پر گفتگو کی گئی ہے۔ اس میں نئی صدی ہجری کا استقبال بھی ہے اور ماہ محرم کے فضائل

بھی، واقعۂ ہجرت کے اسباق و دروس بھی ہیں اور میلاد النبی کا تذکرہ بھی، اس میں فضائل رمضان و شعبان و رجب بھی ہیں اور ان کے مخصوص شب و روز کا ذکرِ جمیل بھی، اس میں فضائل حج کا ذکر بھی ہے اور مناقب صحابہ کا بیان بھی۔

اس کتاب کا ترجمہ راقم سطور کر رہا ہے۔ عنقریب المجمع الاسلامی مبارکپور (اعظم) سے یہ کتاب شائع ہوگی۔

(۱۴) **فی رِحاب البیت الحرام** (مطبوعہ مطابع سحر جدہ) مکہ مکرمہ اور اس مقدس سرزمین کے مقدس مقامات کی تاریخ و فضائل، مناسک حج و مسائل زیارت مدینہ طیبہ کے موضوع پر یہ نہایت جامع، مفید اور تفصیلی کتاب ہے۔ اس کے مقدمہ میں مولانا اس کا اجمالی تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"یہ ایک دینی اور تاریخی کتاب دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے، پہلے حصہ میں حج کے فضائل، سُنن و حِکَم اور آداب وغیرہ کا بیان ہے اور دوسرے حصہ میں کعبہ مقدسہ و مسجد حرام، و مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و نواح کے تاریخی مقامات اور ان کے ثابت شدہ فضائل و مناقب کا تذکرہ ہے بہت سے تاریخی آثار کی میں نے اس وقت نشاندہی کی اور انکے حالات بیان کئے۔ کعبہ معظمہ اور اس کے مقدس آثار مثلاً حجر اسود، ملتزم اور میزاب رحمت پر بڑی تحقیق سے روشنی ڈالی گئی ہے پھر مسجد حرام اور اس کی متبرک چیزیں جیسے مقام ابراہیم، بارِ زمزم اور حجر اسماعیل کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ مولد نبوی (جائے ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جنت المعلیٰ، حضرت خدیجہ کا دولتکدہ، حضرت رضی اللہ عنہ کی جائے ولادت، پہلا اسلامی مدرسہ دار ارقم، غار حرا، غار ثور، صفا و مروہ، ذوطوی، مسجد رایہ، جبال، وادی محسّر، عرفات، مزدلفہ، منیٰ، مسجد خیف، مسجد بیعت، جمرات، محصب، جعرانہ، تنعیم، وادی فاطمہ، حدیبیہ، وادی سرف، حنین اور طائف وغیرہ کا تذکرہ بھی اس کتاب میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ اسطرح یہ اس موضوع کی ایک اہم اور جامع کتاب بن گئی ہے۔

(١٥) **الانسان الکامل**۔ شمائل نبوی کے موضوع پر یہ ایک عمدہ کتاب ہے ۔

• ان کتابوں کے علاوہ مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ کے موضوع پر ایک رسالہ اور المولد النبوی از حافظ ابن بدیع اور المولد النبوی از ملا علی قاری وغیرہ پر آپ نے حواشی لکھے۔

مولانا علوی کی ان قلمی خدمات کے اجمالی جائزہ کے بعد اب آپکے ہاتھوں میں ہے

(١٦) **المستشرقون بین الانصاف والعصبیۃ** کا ترجمہ

اس میں مولانا نے بڑے اختصار کے ساتھ اسلام کے بارے میں مستشرقین کے خیالات و نظریات پیش کئے ہیں۔ انصاف پسند اور تعصب پرست اور منافق مستشرقین کے ساتھ اسلام سے صحیح معنوں میں متاثر ہونے والے مستشرقین کی بھی نشاندہی کی ہے۔

کہیں تو صرف ان کی باتوں کا ذکر کر کے گویا اسلامی حمیت رکھنے والے افراد کو دفاع اسلام کے لئے آواز دی ہے اور کسی مستشرق کا جواب دیکر بتایا ہے کہ جواب اس طرح دیا جاتا ہے۔

اسلام اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوپر ہونے والے مستشرقین کے بھیانک حملے دیکھکر کون ایسا ملت کا فرد ہوگا جس کی رگ حمیت پھڑک نہ اٹھے گی۔

اے اسلام کے مجاہدو! یہ دیکھو مونگوری واٹ مستشرق کے ناپاک اور بھیانک حملے کو۔ کہتا ہے :۔ مکہ کے اندر محمد کی زندگی جد وجہد اور آزمائش کی زندگی تھی اور مدینہ میں ان کیلئے دنیا وسیع ہوگئی تو آپ اسکی طرف مائل ہوگئے آپ مخلص تھے لیکن جب دنیا آپ کے سامنے آگئی تو اسکے فتنے سے آپ بچ نہ سکے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین وعلیٰ بہتٰ ہٰذا المفتری الکذاب والفاجر الافاک۔

اور یہ دیکھو مستشرق کا رلائل حملہ آور ہے "ہر نبی اپنی قوم ہی میں بھیجا گیا، موسیٰ فرعون وبنی اسرائیل کی طرف اور نوح اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی جب قرآنی تعبیر کے مطابق نئے نہیں ہیں تو کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ یہ پوری

انسانیت کے رسول ہیں ایسا نہیں ہو سکتا یہ صرف اہل مکہ کے رسول ہیں"۔ یہ کتنا زبردست حملہ ہے۔ ایسے ایسے بھیانک اور خطرناک حملے ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہو رہے ہیں اسلام پر ہو رہے ہوں اور ہمارا خون گرم نہ ہو، ہمارے جذبات میں ہیجان پیدا نہ ہو اور ہمارے دلوں میں طوفان نہ آئے۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہرگز نہیں ایسا ہو نہیں سکتا۔ جب تک ایک بھی صاحب ایمان دنیا میں باقی ہے وہ اسے برداشت نہیں کر سکتا۔

اسی لئے مولانا علوی نے اسلامی حمیت رکھنے والوں کو پکارا ہے۔ آؤ آؤ میدان میں آؤ اور ان حملہ آوروں کے حملوں کا ایسا توڑ کرو کہ پھر کبھی بھی کسی دشمن کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے۔ ہم دیکھیں گے کہ مرکز اسلام مکہ مکرمہ سے اٹھنے والی مولانا علوی کی اس آواز پر کتنے مجاہدین میدان میں آتے ہیں اور تلوار سے نہیں قلم سے کتنے دشمنوں کے سر قلم کرتے ہیں۔

اس اجمالی تعارف کے بعد مولانا علوی کی شخصیت کا ایک ہلکا خاکہ ابھر کر سامنے آجاتا ہے مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل مولانا کا سایہ تادیر قائم رکھے اور ان سے اور ہم سے زیادہ سے زیادہ اسلامی خدمات لے۔ اور زیر نظر کتاب کی افادیت کو زیادہ سے زیادہ عام و تام فرمائے۔

اخیر میں میں ریاض کے اپنے احباب کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنھوں نے مجھے اس ترجمہ اور اس کی اشاعت کے لئے توانائی بخشی۔ محب مکرم جناب صوفی محمد اکرم صاحب، صوفی متین سلام علی صاحب، آشفتہ چنگیزی صاحب اور مولانا اسرار الحق صاحب نعیمی نے خاص طور سے تعاون فرمایا۔ مولیٰ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے ـــــ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولٰنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

افتخار احمد قادری

ریاض سعودیہ عربیہ

یوم جمعہ مبارکہ، ۷ ربیع الآخر سنہ ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۸۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مستشرقین کا انصاف و تعصب

اسلامی مفکرین نے موجودہ صدی میں استشراقیت کے مطالعہ کی طرف خاص توجہ کی ہے جس کے نتیجہ میں مسلم مفکرین و محققین کی مختلف تحریریں اور تحقیقیں منظر عام پر آئیں کچھ میں مستشرقین کی مدح سرائی ہے اور کچھ میں ان کی مذمت ہے اور کچھ میں ان کے اعتراضات کے جوابات ہیں اور کچھ ان کی کاوشوں کے ترجمے ہیں۔

ہم اس وقت ان تحریروں کی قدر وقیمت بتانے اور ان پر تنقید کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے لیکن جس کی طرف ہم اشارہ کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگرچہ مستشرقین کو موضوع بنانے کی تحریک بہت دیر سے شروع ہوئی جبکہ اسے بہت پہلے شروع ہونا چاہئے تھا تاہم یہ تحریک خوش آئند ضرور ہے نہ صرف یہ کہ اس سے اطمینان حاصل ہوتا ہے بلکہ اس سے اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی شعور بیدار کرنے، صحیح فکری انقلاب برپا کرنے، اصلی اسلامی ثقافت وتہذیب جو ات کی شخصیت سے رونما ہوئی تھی اس سے دوبارہ وابستگی پیدا ہونے اور فکری تقلید جس نے اسلامی تشخص کو تباہ کر رکھا ہے اس سے آزاد ہونے کی اب امید کی جا سکتی ہے اور اس کے بہت اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں بشرطیکہ اس سلسلے میں مخلصانہ جدوجہد سے کام لیا جائے اور اس طرح کی امید بے جا کرنا غلط نہ ہوگا بشرطیکہ اس تحریک کی قیادت دیانتدارانہ ہو جو اپنے سیاسی شعور کی حفاظت کے ساتھ اسلام کا دفاع اور تحفظ بھی کر سکے۔

یہ اسلامی تحریک خواہ دیر سے شروع ہوئی ہو یا پہلے سے ہو مستشرقین نے اسلامیات کی جانب جو زبردست توجہ کی ہے درحقیقت یہ اسی کا فطری نتیجہ ہے۔

مستشرقین کی خدمات اور کاوشوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا یہ تو ایک واضح حقیقت ہے جس سے کسی صاحب عقل وشعور کو اختلاف نہیں۔

ہاں کچھ ایسے اہم مسائل ضرور ہیں جن میں اختلاف رائے اور اختلاف نظریات پایا جاتا ہے اور یہ اسلئے ہے کہ جہاں مستشرقین کے مقاصد کئی طرح کے ہیں وہیں ان مستشرقین کے بارے میں اسلامی مفکرین کے تاثرات بھی کئی قسم کے ہیں۔

مثلاً مستشرقین کے مطالعوں کی تاریخ اور ان کی قسمیں اور موضوعات اور ان سب سے اہم ان مطالعوں کی صحیح علمی قیمت اور ایک مسلمان کا اسکے بارے میں موقف ونظریہ۔

مستشرقین کے مطالعۂ اسلامیات کی تحریک تیرہویں صدی میں قائم ہوئی۔ یہی زمانہ نئے مغربی رجحان کی تاریخ کا نقطۂ آغاز ہے۔

مطالعۂ مستشرقین کی اقسام مستشرقین کے مطالعے کو دو حصوں میں بانٹا جاسکتا ہے۔

پہلا حصہ اسلامی کتابوں کی شرح، جمع وترتیب، فہرست سازی، نشر واشاعت، تصحیح وتحقیق اور مختلف زبانوں میں ان کے ترجمے۔

دوسرا حصہ، ان کتابوں کی تاریخ سے متعلق مستقل تصنیف وتالیف، ان کا آغاز وارتقاء اور غیر اسلامی کتابوں سے ان کا موازنہ۔ مستشرقین نے شروع شروع میں اپنے لیے جو موضوعات منتخب کئے تھے وہ عربی زبان اور اسلام کا مطالعہ تھا۔ پھر انھوں نے مشرق کے تمام مذاہب، اقوام، عادات واطوار، جغرافیے، رسم ورواج اور مشہور زبانوں تک اپنے مطالعہ کو وسعت دی۔ لیکن انھوں نے اپنے مطالعوں میں اسلام، اسلامی تہذیب اور عربی زبان وادب کو سب سے زیادہ اہم قرار دیا اور آج بھی ان ہی کو سب سے زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔

مستشرقین عام طور سے اپنے مطالعوں میں مندرجہ ذیل پہلوؤں کو لیتے ہیں۔

(۱) حیاتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مختصر جائزہ۔ ____________

(۲) عقائد ____________

(۳) شریعت ____________

(۴) خلافت ____________

۵ اسلامی فرقے

۶ علمی وعقلی زندگی

یہی انداز انگریزی، فرانسیسی اور جرمن میں لکھی جانے والی بہت ساری کتابوں میں پایا جاتا ہے جس کی شہادت ایشیائی مجلہ، دائرۃ المعارف الاسلامیہ اور دیگر مستقل کتابوں میں موجود ہے (۱)

کن حالات میں مستشرقین نے مطالعے کئے اس سے پہلے کہ ہم مستشرقین کے مطالعوں اور بحوثوں کا جائزہ لیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ذکر کرتے چلیں کہ کن حالات میں تحریک استشراق کا آغاز ہوا۔ اور ابتدائً یورپین ذہن میں اسلام، اسلامی تہذیب اور مشرق کے بارے میں کیا خیالات وتاثرات تھے۔

① اولاً یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ یہ استشراقی محققین محض کروروں انسانوں کا ایک مذہب ہونے کی حیثیت سے اسلام کے متعلق لکھتے اور بولتے ہیں وہ خود اس مذہب سے ہرگز وابستہ نہیں اسلام سے ان کی ناوابستگی تو ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

اس لئے کوئی عجب نہیں کہ یہ اختلاف دین انھیں اسلام کے ساتھ سخت تعصب اور اس پر گھناؤنے قسم کے جارحانہ حملوں میں مبتلا کردے اور وہ اپنے بے دلیل وتحقیق پروپیگنڈوں کو پھیلانے کی خاطر ہمہ وقت موقع کی تلاش میں رہیں۔

لیوپولڈ بالیس۔ محمد اسد اپنی کتاب "الاسلام علیٰ مفترق الطرق" میں اسکی طرف اس طرح اشارہ کرتے ہیں:۔

"اسلام کے بارے میں ایک یورپین کا نقطۂ نظر محض یہی نہیں ہوتا کہ وہ اس مذہب کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے جیسا کہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کے ساتھ اس کا یہ نظریہ

(۱) المستشرقون والاسلام للبان اور الاستشراق للسباعی

رہتا ہے بلکہ اسلام کو تو وہ بہت ہی مبغوض وناگوار رکھتا ہے اور اکثر حالات میں سخت تعصب کا شکار رہتا ہے اور اس کی ناپسندیدگی محض عقلی ہی نہیں بلکہ جذباتی بھی ہوتی ہے۔

یہ بھی عجب نہیں کہ مستشرقین اسلام کے خلاف بغض وعداوت اور نفرت کے جذبات اس لئے رکھتے ہوں کہ یہ ایک فاتح وغالب اور حکمراں مذہب رہا ہے جس کے سبب اسلام کے خلاف انتقامی جذبہ کارفرما ہو۔

مستشرق بیکر اس کے بارے میں یوں رقمطراز ہے :-

"کچھ عیسائی اسلام کے محض اس وجہ سے دشمن ہیں کہ اسلام جب قرون وسطیٰ میں پھیلا تو اس نے سامراجیت اور نصرانیت کے فروغ واشاعت کے درمیان ایک مستحکم دیوار قائم کردی پھر اسلام ان شہروں اور خطوں تک جا پہنچا جو عیسائی ڈنڈے کے زیر اثر تھے" اس کی تصریح استاذ درما نجہایم بھی اس طرح کرتے ہیں :-

"جب اسلام اور عیسائیوں کے درمیان جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے اور صدیوں تک بدستور جاری رہے تو دونوں کے مابین سخت نفرت کے جذبات پروان چڑھے اور دونوں نے ایک دوسرے کو سمجھنے میں سخت غلطی کی لیکن یہاں یہ اعتراف کرنا ضروری ہے کہ مغرب والے مشرق والوں سے زیادہ غلط فہمی کے شکار تھے" (۱)

گِب اور اس کے رفقاء "وجھۃ الاسلام" (۲) میں لکھتے ہیں :-

"محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی تلواریں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں اور یہ سلسلہ آج تک باقی ہے اس لئے عیسائی دنیا اسلام کی سخت دشمن ہوگئی"۔ اس طرح یہ کوئی حیرت وتعجب کی بات نہیں کہ اس اختلاف وعداوت کے نتیجہ میں عیسائی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت وعصمت اور قرآن حکیم کے بارے میں غلط اور باطل نظریات وخیالات قائم کرلیں۔

(۱) المستشرقون والاسلام از زکریا ہاشم وحیاۃ محمد از امیل درما نجہایم (۲) وجھۃ الاسلام ص ۱۸ از جیب ورفقاء

چنانچہ یہ عیسائی مستشرقین حضورپر طاری ہونے والی وحی کی کیفیتوں کے بارے میں بہت ہی شنیع اور مردود خیالات رکھتے ہیں اور ان کیفیتوں کو معاذ اللہ مرگی، تخیل، اور نفسی بیماری جیسے بھیانک الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۲) عیسائی حلقوں نے اسلام کا اصلی چہرہ مسخ کرنے اور یہی مسخ شدہ تصویر دنیا کو دکھانے میں زبردست کردار ادا کیا پھر اس مسخ شدہ تصویر کو یورپ تک پہنچانے اور یورپین اذہان تک پھیلانے کا رول بھی ادا کیا۔

جیسا کہ محمد اسد رقمطراز ہیں۔

"مستشرقین کا پھیلایا ہوا شر نہ صرف معرکہ آرائی اور مادی تباہی تک محدود ہوتا بلکہ سب سے پہلے یہ فتنہ اسلامی تہذیب و ثقافت کو تاراج کرتا۔ مستشرقین کے لیڈروں نے اسلام کی تعلیمات اور اسکی اعلیٰ قدروں کو مسخ کرنے کا جو گھناؤنا کارنامہ انجام دیا اس سے عام یورپی ذہن زہر آلود ہو گئے"۔ (۱)

(۳) مستشرقین نے معتبر اور غیر معتبر اسلامی مراجع میں امتیاز نہ برتا کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا مطالعہ قرآن و سنت اور مسلمانوں کے مختلف مسلکوں کے عام مفکرین سبھی سے کیا جاسکتا ہے۔ (۲) مثلاً فقہ اسلامی، متکلمین کی آرار اور ادب کے دواوین جیسے الاغانی، تاریخ کی کتابیں جیسے طبری وغیرہ اور دیگر غیر معتمد مسالک کے علمار کے اقوال مثلاً غالی قسم کے صوفیار اور انتہا پسند سلفی وغیرہ یہ سب مستشرقین کے نزدیک اسلامی مطالعہ کے مراجع و مآخذ ہیں۔ اور وہ ان سب کا ایک طرح سے حوالہ دیتے ہیں۔ ان کا یہ خیال باطل ہے کہ مسلمانوں کے ذاتی خیالات و نظریات بھی حجت میں قرآن و سنت کے برابر ہیں۔ اسلام کے مراجع کے سلسلہ میں یہ نظریہ رکھنا خود مراجع پر بہت بڑا ظلم اور عظیم جرم ہوگا جبکہ خود مسلمان قرآن کی روایت کو قطعی و یقینی اور اس کے مطابق عمل کرنے کو فرض سمجھتے ہیں اور کتب ادب کی روایتوں کو ظنی ناقابل اعتماد قرار دیتے ہیں

(۱) الفکر الاسلامی از دکتور بہی ص ۲۱۱۔ اور الاسلام علی مفترق الطرق (۲) ایضاً ۲۱۴

اور یہاں توقف کو ضروری خیال کرتے ہیں جبکہ مستشرقین ان دونوں کو ایک درجہ میں رکھتے ہیں

(۴) مستشرقین کا مستقل یہ مزاج ہے کہ وہ مسلمانوں کی غلطیوں اور ان کے کمزور پہلوؤں کو اسلامی قدروں سے مسلمانوں کی جہالت اور بے اعتنائی پر محمول کرنے کی بجائے خود اسلام کی غلطی قرار دیتے ہیں اور اسے اسلامی تعلیمات کا قصور ٹھہراتے ہیں گویا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلم معاشرہ اسلام کی سچی تصویر و دلیل ہے اور یہ کہ ہر مسلمان محض مسلمان کہے جانے کی وجہ سے بہر حال اسلام کے لئے حجت ہے اور اس کا انداز زندگی اور طرز عبادت اسلامی اخلاق و عبادت کا صحیح نمونہ ہے حالانکہ یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ جب ہم مسلم معاشرہ کو اسلام کا پیمانہ قرار دیں گے تو نتیجہ خراب نکلے گا کیونکہ مسلم معاشرہ کا حال کچھ اچھا نہیں۔

(۵) یورپین مزاج میں روحانی عنصر مفقود ہے اور خاص طور سے اس نئے زمانہ میں مادی نظریات اور سائنسی تجربات کے بعد تو یہ عنصر بالکل ہی مفقود ہو گیا ہے اس عنصر کا فقدان اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب یہ لوگ تاریخی واقعات کی توجیہ میں کوشش کرتے ہیں کہ واقعات کے ظاہری اور باطنی مختلف پہلوؤں میں ایک ایسا مادی پہلو تلاش کر لیں جو واقعات کی مختلف کڑیوں کو ایک سررشتہ میں منسلک کر دے خواہ وہ پہلو درحقیقت وہاں مفقود ہی کیوں نہ ہو۔ ظاہر ہے ان واقعات کی توجیہ و مطالعہ کے وقت ایک مستشرق کو صحیح و مکمل جواب حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اس کے اندر ان واقعات کو مکمل طور سے سمجھنے کا ایک ضروری روحانی عنصر مفقود ہوتا ہے اس لئے وہ ان واقعات کی غلط یا ناقص توجیہ کر دیتا ہے۔

سید قطب نے اس حقیقت کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے:۔

" اسلامی موضوعات پر مغربی تحقیقات کا امتیازی وصف واقعات کی ناقص توجیہ ہے اور جب یہ موضوعات اسلام کے عہد آغاز سے محکم تعلق رکھتے ہوں تو جدید مغربی ذہن کی توجیہات کا نقص اور زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے (۱)

(۱) فکرۃ و منہاج ص ۳۸

(۶) ویٹیکن کی دلچسپی و اہتمام - یہ مستشرقین کی سرگرمیوں کے اسباب میں سے ایک ہے اور دینی (عیسائی) مراکز میں سب سے بڑا مرکز اور مستشرقین کی کاوشوں کی نشر و اشاعت کا سب سے عظیم سنٹر ہے اور ساتھ ہی اُن مذہبی مسیحیوں کی دلچسپی اور لگن بھی جو یورپ کے سب سے زیادہ روشن خیال طبقہ کو مربوط و متحد کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

ان سب نے مِل جُل کر گرجا کی ترقی اُس انسانی ورثہ کی اساس پر مرکوز کرنے کا اہتمام کیا جسکے بنیادی حصہ کی نمائندگی عربی اسلامی ثقافت کو حاصل تھی۔ گرجا نے ایسے مفکرین کی جماعت تیار کرنے کا اہتمام کیا جو مسلم فقہاء کا مقابلہ اور ان سے مناظرہ و مباحثہ کر سکیں۔

مزید برآں گرجا نے اپنا ایک سب سے بڑا فریضہ انجام دینے کی بھی سعی کی اور وہ ہے آسان و قریب ترین راستہ سے مسیحیت کی دعوت دینا اور مسلمانوں کے درمیان عیسائی مشنریاں چلانا۔

آگاہ!! یہ بھی استشراق ہی ہے، اس خیال کی پوری تائید اس سے ہوتی ہے کہ جن لوگوں نے استشراقیت کی راہ اختیار کی اور اس میدان میں اترے ان میں سے بکثرت افراد نے استشراقیت کے مطالعہ میں منہمک ہونے سے پہلے اپنی علمی زندگی کا آغاز لاہوت کے مطالعہ سے کیا تھا۔

انصاف پسند اور تعصب پرست مستشرقین جب اس فضا اور ان حالات میں مستشرقین نے اسلام کا مطالعہ کیا۔ تو کیا ان کا مطالعہ ان زبردست داخلی اور خارجی عوامل کے اثر سے محفوظ رہ سکا؟ نہیں اور ہرگز نہیں! - بہت سے اسلامی مفکرین اور اہل قلم اس سربستہ حقیقت پر متنبہ ہوئے اور اس تنبُّہ و بیداری کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ انھوں نے مستشرقین کو دو طبقوں میں تقسیم کیا، ایک متعصبین کا طبقہ اور دوسرا انصاف پسندوں یا غیر جانب داروں کا طبقہ۔ متعصبین جو زیادہ ہیں ان میں سے بیشتر پادری اور عیسائی مشنری کے افراد ہیں جو استشراقیت میں مصروف ہوئے۔ اور دوسرے انصاف پسند۔ ان کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہ لوگ اسلامی مطالعہ میں محض اس وجہ سے مصروف ہوئے کہ دنیا کی قوموں کی تہذیب، مذہب، ثقافت اور ان کی زبانوں سے آشنا ہونا چاہتے تھے۔ اور انھوں نے اپنی علمی تحقیقات میں مذہبی جذبات

کے اثر سے آزاد رہنے کی پوری کوشش کی ہے۔

مستشرقین کی ایک دوسرے پر تنقید | اس فکری بیداری کا احساس خود بعض علماء مستشرقین کو ہوا اور انھوں نے محسوس کیا کہ ان کے بھائیوں کا مطالعہ جس تنگ فضا میں ہوا ہے وہ تعصب و تنگ نظری سے پورے طور پر متاثر ہے جس کے نتیجہ میں ان سے ایسی علمی غلطیاں ہوئی ہیں جن کے باعث انہیں رسوائی اور تنقید کا نشانہ بننا پڑے گا۔

کانٹ ہنری دی کاسٹر جو فرانس کا ایک وزیر اور فرانسیسی سامراجیت کے زمانے میں الجزائر کا ایک حاکم رہا ہے، کہتا ہے :-

"محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ تو اپنی طرف سے کوئی مذہب گڑھ کر پیش کرنیوالے ہیں، نہ دوسرے مذہب کو اپنا بنا کر دکھانے والے اور نہ کسی دوسرے کا منصب نبوت چھین کر اپنی نبوت کا دعویٰ کرنے والے جیسا کہ موسیو سایوس کا خیال ہے"

پھر آگے اس نے موسیو کینان پر رد و تنقید شروع کی جس کا خیال ہے کہ دین اسلام کی ہمہ گیری اس کا فطری اثر نہیں بلکہ یہ پھیلاؤ زمانہ و اقوام کے انقلاب و اثر سے حاصل ہوا ہے۔ کاسٹر مذکور کہتا ہے موسیو کینان کو اس بات پر برہم نہ ہونا چاہیے کہ اس نے عہد آغاز اور عہد ارتقاء (اول و لاحق دو زمانوں) کے درمیان اسلام کی جو تقسیم کی تھی وہ دین نے یک لخت حذف کر ڈالی اور اسلام کے بارے میں صرف وہ بات کہی جو اس نے بھی اپنی کتاب میں کہی ہے کہ "وہ ایک ہمہ گیر مذہب ہے"

استاذ دیربانجایم اسلام و عیسائیت کے درمیان ہونے والی جنگوں کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے :-

"یہ سخت عقلی معرکے جن میں رومی مناظرہ بازوں نے اسلام کے صحیح مطالعہ کی مشقت اٹھائے بغیر اس پر عیب چینیاں کیں درحقیقت ان ہی معرکوں کے بعد مغرب کے شعراء اور اہل قلم اٹھے اور بے تحاشا عربوں پر حملے کرنے لگے لیکن ان کے یہ حملے صرف افتراء اور باطل محض ہیں بلکہ

اسلام پر ہونے والے ان کے اعتراضات اور حملے خود ایک دوسرے سے متصادم ہیں" (۱)

مسٹر تھومس کارلائل صاحب کتاب "الابطال دعبادۃ البطولۃ" نے واشنگٹن ایرفنج پر تنقید کی، اس نے کہا تھا کہ بزور شمشیر مجبور کرنا اسلامی عقیدے کا ایک اصول ہے اس پر نقد کرتے ہوئے کارلائل کہتا ہے:۔

"اسلام کی دعوت بزور شمشیر قبول کرانے کا الزام گھٹیا اور ناقابل فہم ہے۔ اس نے مزید کہا اس زمانہ کے کسی بھی متدین شخص کے لئے یہ بہت بڑے عار کی بات ہے کہ ان بہتانات پر کان دھرے جو اسلام اور اس کے نبی پر لگائے جاتے ہیں بلکہ ہمارے اوپر فرض ہے کہ اس قسم کی پھیلائی جانے والی گھٹیا اور رسوا کن باتوں سے جنگ کریں"

استاذ منتجری واٹ کہتے ہیں بارہویں صدی سے محققین اس سلسلے میں کوششیں کرتے رہے کہ یورپ کے اندر اسلام کی جو مسخ شدہ تصویر پیش کی گئی ہے اسے صحیح شکل میں پیش کیا جائے مگر اس راہ میں ان کی علمی کوششوں کے باوجود اُس خلاف حقیقت موقف کے آثار آج بھی باقی ہیں جسے قرون وسطی کی تحریروں نے یورپ کے اندر پیدا کیا تھا۔ اس موضوع کی ریسرچیں اور تحقیقات اب بھی پرانے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکے (۲)

استاذ گِب مستشرقین کی بحثوں کے بارے میں کہتا ہے۔

"مستشرقین کی صفوں میں ادھر اخیر کے برسوں میں مثبت انداز کی کوششیں بھی ہوئی ہیں جو صداقت و اخلاص کے ساتھ مسلمانوں کی دبیز فکر کی گہرائیوں میں اترنا چاہتی ہیں اور ان کوششوں کا ان سطحی اور لچر باتوں سے کوئی تعلق نہیں جو ان کے پہلے مطالعوں میں پائی جاتی ہیں" (۳)

استاذ نورمان دانیل کہتے ہیں:۔

"ادھر نئی صدیوں میں اسلام کے بارے میں پچھلے عیسائی قلمکاروں کے تقلیدی موقف

(۱) حیاۃ محمد اور المستشرقون از زکریا (۲) المستشرقون از بابی

(۳) ایضا

سے آزاد ہونے کے لئے سنجیدہ اور مخلصانہ کوششیں بھی کی گئی ہیں مگر اس کے باوجود مستشرقین
متاخرین بھی تعصب سے پورے طور پر بچ نہ سکے جیسا کہ ان کا اپنا وہم و خیال ہے ۔ یہ مستشرقین
جنھیں اس فکری بیداری کا اندازہ ہوگیا ہے ۔ اپنے رفقار قلم کی نمایاں علمی غلطیوں اور کھلی
مغالطوں کا اعتراف کرتے ہیں مگر کچھ تو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ ان غلطیوں کی نشان
دہی کرتے ہیں اور کچھ امکانی حد تک غلطیوں کی معذرت کرتے ہیں ، یہ اس لئے کہ درحقیقت ان
سب کا میدان تو ایک ہی ہے ۔

ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی کا بیان ہے کہ انھوں نے پروفیسر روبنسون سے انگلینڈ میں ملاقات
کی اور ان کے سامنے جولڈ زیہر کی غلطیاں دلائل سے ثابت کیں ۔ اس وقت روبنسون نے یہ
جواب بھی دیا تھا کہ اس میں کسی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں کہ اسلامی مراجع پر اس زمانہ کی مستشرقین
کی نظر جولڈ زیہر سے کہیں زیادہ وسیع ہے کیونکہ بہت سی ایسی اسلامی کتابیں اب چھپ کر منظر عام
پر آچکی ہیں جو جولڈ زیہر کے زمانہ میں نامعلوم تھیں (۱)

مذکورہ قسموں میں مستشرقین کو تقسیم کر کے ان کے موقف کی تعیین کرنا (جیسا کہ سباعی نے
"السنۃ ومکانتھا فی التشریع" میں کی ہے) یہی ان مسلم مفکرین اور اصحاب عقل و شعور
کا مسلک ہے جو معاملات کو صحیح طور سے سمجھتے اور بصیرت کی ترازو سے تول کر انھیں ان کے اصلی
مقام پر رکھتے ہیں فکر کے میدان میں کوئی جولانی یا پذیرائی ان فریب خوردہ افراد کو نہ مل سکی
جنھوں نے مستشرقین کے مطالعوں اور بحثوں کی تقسیم و تفصیل کئے بغیر سبھی پر عام طور سے اعتماد
کر لیا اور حسن ظن کی انتہا کر ڈالی کہ ان کی بحثوں کو بلا چون و چرا نقل کر ڈالا گویا ان کے
مطالعے مشاہدہ و تواتر جیسے مآخذ ہیں جنھیں کسی شک و شبہہ کا امکان نہیں ہوتا ۔

ہمارا فریضہ ان حالات میں ہمارے اوپر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ ہم اس تقسیم سے بھی آگے
بڑھیں اور نہایت احتیاط ہوشیاری اور دور اندیشی کی راہ اختیار کریں یہاں تک کہ مستشرقین

(۱) الاستشراق والمستشرقون

کے اُن آثار کو بھی پرکھیں جو انصاف و اعتدال کے ساتھ مشہور ہو چکے ہیں۔

کیونکہ جو بجثیں تعصب اور علمی بد دیانتی میں مشہور ہو چکی ہیں ان کا تو کوئی وزن و اعتبار ہی نہیں۔ یہی نہیں کہ عام لوگوں میں ان کا کوئی ویلو نہیں بلکہ خود انصاف پسند مستشرقین کے نزدیک بھی ان کا کوئی وزن نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ہماری جانچ کے اصول و ضوابط کیا ہوں؟ تو بحمدہ تعالیٰ اسلام نے اصول حدیث کے اندر روایت اور راوی کے قبول کئے جانے کے لئے ٹھوس قواعد و ضوابط اور خاص پیمانے بنا رکھے ہیں اور اس کے پیمانے اخبار و روایات پرکھنے کے دوسرے تمام علمی قاعدوں اور ضابطوں سے کہیں زیادہ بہتر ہیں بلکہ ہمارے اسلاف نے علم حدیث ہی کا طرز دوسرے علوم مثلاً تاریخ، فقہ، لغت اور ادب وغیرہ میں اختیار کیا۔ چنانچہ ابتدائی صدیوں میں علمی کتابیں نسلاً بعد نسلٍ متصل سندوں کے ساتھ روایت کی جاتیں یہ وہ خصوصیت ہے جو دوسری قوموں کے علماء کی کتابوں میں یکسر مفقود ہے۔

تو کیوں نہ ہم ان ہی اصولوں سے اس میدان میں استفادہ کریں۔

مسلمانوں کے نزدیک تنقید کے پیمانے

علماء کرام نے فن اصول حدیث کے اندر روایتوں اور ان کی سندوں کے پرکھنے کے معیارات اور ان کے قبول کئے جانے کے پیمانے متعین کر دیئے ہیں۔ سندوں کے لئے یہ شرطیں رکھی ہیں:۔

راوی کے اندر عدالت، ضبط، حفظ کا ہونا اور ہر راوی کا اپنے شیخ سے براہ راست سننا

احادیث کیلئے یہ شرطیں قرار دی ہیں

① الفاظ و اسلوب کا اس حد تک مبتذل اور رکیک نہ ہونا کہ اسے ایک بلیغ شخص کا کلام نہ کہا جا سکے

② بداہت عقل کے اس قدر مخالف نہ ہونا کہ اسکی تاویل بھی نہ ہو سکے۔

③ احکام و اخلاق کے اصول عامہ کے مخالف نہ ہونا۔

(۴) صفات الٰہی اور صفات رسول کے بنیادی عقائد کے مخالف نہ ہونا۔

(۵) قرآن یا محکم سنت یا اجماع یا ضروریات دین کے مخالف نہ ہونا۔

(۶) عہد رسالت سے متعلق مشہور تاریخی حقائق کے مخالف نہ ہونا

(۷) روایت کسی ایسی رذیل چیز پر مشتمل نہ ہو جس سے شریعت پاک اور مبرا ہو۔

(۸) روایت کے اندر ایسی سطحی اور گھٹیا چیزیں نہ ہوں جن سے ارباب عقل محفوظ ہوتے ہیں

(۹) روایت کسی نفسانی جذبہ کے باعث ظہور میں نہ آئی ہو (۱)

یہ ہیں روایتوں کے اعتماد و اعتبار کا محفوظ اور درست طریقہ اور یہ ہیں روایتوں کے پرکھنے اور صحیح و غیر صحیح کو چھانٹنے کے محکم اصول۔ یہ وہ قواعد سلیمہ ہیں جن کی مضبوطی اور گہرائی و گیرائی سے کسی منصف کے لئے انکار و مکابرہ کی گنجائش نہیں۔

مستشرقین کے ان مطالعوں کو باستثناء عدالت و دیانت بقیہ سارے انھیں پیمانوں سے ناپنا اور انھیں معیاروں اور بنیادوں پر پرکھنا اچھا ہے نہیں بلکہ فرض ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اگرچہ مستشرقین کا انصاف پسند طبقہ اسلامیات کے مطالعہ کی طرف معلومات میں وسعت اور دینی جذبات سے مبرّا ہو کر متوجہ ہوا تھا تاہم اس انصاف کی حقیقت اور اس کے اصلی اسباب ابھی پورے طور سے واضح نہیں ہو سکے ہیں اور ان پر ابھی پوشیدگی و خفا کا پردہ پڑا ہوا ہے ملاحظہ ہو یہ تھومس کر لائل ہے یہ انصاف و اعتدال میں مشہور ہے۔ وہ ۱۸۴۰ء میں اپنے اہل وطن سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

اے وطن والو! اسلام سے جنگ کرنے کا طریقہ بدل ڈالو، نیا طریقۂ کار اپناؤ، نصرانیوں کے حلقوں میں محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق جو اوہام و خرافات اور قصے مشہور ہو چکے ہیں ان کو چھوڑ دو اور ان باتوں کو بھی ترک کر دو جنکو واقعات و تاریخ نے جھٹلا دیا ہے

(۱) السنۃ ومکانتہا از سباعی

ہمیں صاف لفظوں میں حقیقت کا اعتراف کرنا چاہئے اور کہنا چاہیے کہ محمد اپنی بات میں سچے اور اپنی دعوت و پیغام میں مخلص ہیں اور جس دین کی وہ دعوت دے رہے ہیں وہ معیاری ہے۔ ہمارے اسلاف نے محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت کو ذلت و حقارت اور اسلام کو خرافات و جہالت کا لبادہ پہنانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ علم آگے بڑھ رہا ہے اور وسعتِ معلومات سے شغف و دلچسپی مسلسل اور پیہم ترقی کرتی جارہی ہے۔ اسلام اور محمد کے بارے میں ہماری لکھی ہوئی کہانیاں الٹے ہمیں کو نقصان پہنچائیں گی اس لئے اسلام کے مقابل اپنا طرز بدلنا ہوگا جبھی ہم کچھ نفع بخش کام کرسکیں گے (۱)

مستشرقین کے مطالعوں میں نقطۂ تبدیل اور ہماری احتیاط

یہ خطاب استشراقیت کے اسلوب میں تبدیلی کا پتہ دیتا ہے اس لئے منٹگمری واٹ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے :۔

"کہ کارلائل کی یہ رائے محققین کی تاریخ میں نقطۂ تبدیل کی نشاندہی کرتی ہے۔ کارلائل کی یہ رائے اسلام کی حقانیت کا اعتراف یا اسلام کی کوئی خدمت نہیں ہے بلکہ اسنے جب دیکھا کہ استشراقی مطالعوں کی علمی بد دیانتیوں سے عالم اسلام میں ہوا کا رخ بدل چکا ہے اور اسے یقین ہوگیا کہ اب تاریکی چھنٹ رہی ہے اور حقیقت کھل رہی ہے تو اس نے اپنا چولا بدل ڈالا اور اسنے چاہا کہ مستشرقین کے ان مطالعوں سے متعلق مسلمانوں میں ناقدری اور بے اعتمادی پیدا نہ ہو پائے۔ اس خیال سے اس نے اپنے بعض اسلاف پر تنقید شروع کردی اس سے اس کا مقصد یہ ہے کہ سبھی علمی حلقوں سے اسے پوری قدردانی اور مکمل اعتماد حاصل ہوسکے۔ اور اسکے بارے میں یہ کہا جائے کہ واقعی یہ انصاف پسند ہے علی الاعلان حق

(۱) الابطال وعبادۃ الابطال ص ۵۲

کہتا ہے خواہ وہ تلخ اور اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

میری اس بات کی دلیل یہ ہے کہ خود کارلائل کی گفتگو میں کچھ ایسے جملے ہیں کہ صاحب نظر اگر ان پر غور و فکر سے کام لے تو وہ اس تہہ تک پہنچ سکتا ہے جہاں سے کارلائل یہ کہتا ہوا ملیگا کہ حقائق کی شکلیں مسخ کرنے، اسلام، اس کے نبی، اس کی کتاب اور اس کی تاریخ مسخ کرنے کا استشراقی قدیم اسلوب آج عُریاں ہو چکا ہے۔ ترقیِ علم و فن اور کشور کشائی کے اس دور میں اس کا کوئی فائدہ نہ رہ گیا۔ اب ہمیں اسلام اور اس کے نبی کی تعریف کرکے اس پر حملے کرنے اور اس کی صورت مسخ کرنے کا کوئی اور ہی اسلوب اور طریقہ اختیار کرنا ہوگا۔ پھر ہم جزئیات و فروع اور مختلف مسائل کے ضمن میں پوری چابک دستی کے ساتھ اپنا مقصد رکھیں۔

یہی پُر فریب طریقہ واٹ، کیش، سیتزن اور رینیہ جیسے مستشرقین نے اختیار کیا۔ ان مستشرقین نے عقائد کی بنیادوں اور عرب کی تقالید و رسوم پر بحث کی ہے اور اسلامی فرقوں کے مابین اختلافات کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے اور مسلم معاشروں کی متعارض اور ایک دوسرے سے ٹکراتی چیزوں کو نمایاں کرنے پر کافی زور دیا ہے اور صحابہ کے مشاجرات، تفسیر کے اختلافات اور راویوں کے سلسلے میں اختلاف رائے کو بہت بڑھا دیا ہے۔

ڈاکٹر نبیہ عاقل کہتے ہیں مستشرقین نے جدید عربی فروغ و ترقی پر بہت کم گفتگو کی اور تاریخ اسلام کے مثبت اور روشن پہلوؤں پر اور بھی کم بحثیں کیں۔ انھوں نے فتنوں، خانہ جنگیوں، دینی فرقوں اور تاریخ اسلامی کے منفی پہلوؤں کو اجاگر کرنیوالے انتشار و اختلاف کے مظاہر سے زیادہ دلچسپی رکھی اور انھیں کی جانب ان کی بیشتر توجہ مرکوز رہی۔

اسی طرح انھوں نے لغت کے متعلقات اور اپنے خیال کے مطابق اسلام کے فروغ

اور اس کی تہذیب پر اثر انداز ہونے والے خارجی اسباب کی طرف اپنی توجہ مبذول کی ہے۔ مستشرقین اسلام کے صاف اور بارونق چہرہ پر شک وشبہہ کا غبار ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اسلامی فکر وعقیدے کے بگاڑنے میں عیسائیت اور یہودیت نے جو کردار ادا کیا ہے اُسے اُجاگر کرنے کی جد وجہد میں لگے ہوئے ہیں اور اسلامی عربی فلسفہ کے اصول کو یونانی یا کسی اور فلسفہ کا اصول بتاتے ہیں، یہ سب کچھ کرتے ہیں اور اپنے اسلوب کے علمی ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اس کا بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ بحث وگفتگو کے اندر عبارتوں کے استقراء میں ان کا طریقہ اصولی اور تنقیدی اور بحث کے اصول وقواعد کے مطابق ہوتا ہے۔

مستشرقین کے سب سے زیادہ تعصب وتشدد کے عہد میں فرانسیسی مستشرق غلیوم بوستل GUILLJOMEPOSTEL (۱۵۰۵—۱۵۸۱) جو اپنے عہد کے علماء میں بہت بڑا سمجھا جاتا تھا اس نے اس جارحانہ انداز کو بہتر خیال کیا اور اس نے "جمہوریۃ الاتراک" کتاب تالیف کی اس کے پہلے حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کا بیان ہے جس کے بارے میں اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے قرآن وحدیث سے اخذ کیا ہے اور وہ باتیں خود مسلمانوں کی کتابوں میں موجود ہیں کیونکہ اس کا خیال ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کا سب سے بہتر طریقہ خود انھیں کے ہتھیار کا استعمال ہوگا۔ کتاب کے دوسرے حصہ میں عیسائیت کے نقطۂ نظر کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی پیش کی ہے۔ اور تیسرے حصہ میں اسلامی تعلیمات مختصراً پیش کی ہیں جس میں اس نے پوری کوشش کی ہے کہ ایک خاص ترکیب کے ساتھ اسلام میں کچھ ایسی باتیں دکھا سکے جو یہودیت اور نصرانیت سے لی گئی ہوں (۱)

ھولو دو فیکو مار اتشی (۱۷۱۲ —— ۱۸۰۰) جسے مرعشی کہتے ہیں اس نے بھی یہی حقیقت کھلے لفظوں میں کہی ہے۔ یہ ایک پادری اور اصلاً شام کا باشندہ ہے اٹلی کے بابوی مستقر میں پہونچا اور مرعشی کے بجائے مار اتشی سے مشہور ہوا وہ اپنی کتاب دراسۃ عن الاسلام

(۱) محاضرات فی المستشرقین ولبعض قضایا التاریخ۔

میں لکھتا ہے " اگر میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی پر اپنے دوسرے رفقار قلم کے طرز پر لکھوں تو مسلمانوں کے لئے مذاق بنکر رہ جاؤں گا کیونکہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہم نے اپنے درمیان جن روایتوں کو رائج کر دیا ہے ان میں اور مسلم مورخین کی روایتوں میں بڑا اختلاف ہے اس حد تک کہ ایک مطالعہ کرنے والا یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ مستشرقین اور مورخین دونوں کی گفتگو ایک ہی شخصیت سے متعلق ہے اس لئے میں تو مورخین کی پیروی کروں گا لیکن اس لئے نہیں کہ میں نے ان کی سب باتوں کو صدق دل سے قبول کر لیا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ہم جب دین کے دشمنوں سے جنگ کا ارادہ کریں تو ہمیں چاہئے کہ ہم انھیں کے ہتھیاروں کو استعمال کریں۔ ہمارے بہت سے رفقار قلم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق بہت سی ایسی باتیں لکھتے ہیں کہ ان سے سوائے اسکے اور کچھ حاصل نہیں کہ مسلمان ان کا مذاق اڑائیں اور اپنے عقائد پر اور مضبوطی سے قائم ہو جائیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ کارلائل کی متعدد انصاف واعتدال نما تحریریں ایسی ہیں جو اپنی تہوں میں شکوک وشبہات اور باطل نظریات رکھتی ہیں اس طرح یہ بھی صلح کے انداز میں حملہ اور انصاف کے لبادہ میں تعصّب ہے۔

شہد میں زہر یہی کارلائل جب اپنی بحثیں شروع کرتا ہے تو پہلے ماضی کے مستشرقین پر حملہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ انھوں نے انصاف سے کام نہیں لیا اور صحیح وحق بات کہنے سے پہلوتہی کی ان پر تعصّب غالب رہا اور وہ دینی جذبات میں بہہ گئے وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح کہہ کر یہ مستشرق قاری کو اپنے پورے اعتماد میں لے لیتا ہے اور مطالعہ کرنیوالا مکمّل طور پر سمجھنے لگتا ہے کہ یہ ہے سچ اور صحیح کہنے والا جو حق کو حق کر دکھائے گا اور معارضہ و بحث اور تشکیک کے ہر ہتھیار کو استعمال کرے گا۔ غرض اس طرح سے یہ قلم کار پوری مقبولیت حاصل کر لیتا ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی کامیابی ہے پھر اسکے بعد وہ اپنے مقصد کی بات کہتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ قرآن کی ابتدائی سورتیں اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ ہر نبی اپنی قوم ہی میں بھیجا گیا۔ حضرت موسیٰ کو فرعون و بنی اسرائیل کی طرف۔ حضرت نوح کو ان کی قوم کیطرف

بھیجا گیا۔ اسی طرح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی جب قرآن کی تعبیر کے مطابق نبیٔ نہیں تو یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ یہ پوری بنی نوع انسان کے رسول ہوں، ایسا نہیں ہو سکتا یہ صرف اہل مکہ کیلئے بھیجے گئے تھے ـــــ یہ بات کارلائل نے اپنی کتاب "قادۃ الادیان واقواھم" مطبوعہ نیو پارک سنہ ۱۹۱۹ء کے اندر کہی ہے۔

ظاہر ہے اس کی یہ بات دین کے عظیم ترین اصول وضوابط کے خلاف اور فکر اسلامی سے مکمل طور پر متصادم ہے۔

اور یہ ہے پروفیسر ونسنک (WENSINK) لیڈن یونیورسٹی کے شعبۂ عربی کا استاذ اور خاصی شہرت کا مالک جس کی اسلامیات اور فن حدیث میں کنوز السنۃ اور المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی جیسی عظیم کاوشیں ہیں المعجم المفہرس میں اس نے (اپنے رفقاء کے ساتھ) صحاح ستہ، مسند امام احمد، موطا امام مالک، اور سنن دارمی کی حدیثوں کے اہم الفاظ جمع کئے ہیں اور حروف تہجی پر اس کتاب کی ترتیب رکھی ہے (۱)

اس مستشرق کی ایک بحث جس میں محدثین کی خدمات کا تذکرہ کیا ہے ڈاکٹر علی عبد القادر نے اپنی کتاب "نظرۃ عامۃ فی تاریخ الفقہ الاسلامی" میں نقل کی ہے۔ اسی بحث میں ونسنک نے حدیث کے مطالعہ اور جرح وتعدیل کے اندر محدثین کی کوششوں اور جانفشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان مستشرقین کی تردید کی ہے جن کا خیال ہے کہ حدیث پہلے اور دوسرے قرنوں میں وضع کی گئی ہے اور اس خیال کے فساد وبطلان کو اس نے ثابت کیا ہے (۲)

ونسنک کا یہ خیال اور اس طرح کے دیگر خیالات جن میں انصاف کا پہلو روشن ہے وہ قابل قدر ہیں اور بہت سے مطالعہ کرنے والوں میں اس طرح کے خیالات انصاف واعتدال کے ساتھ مشہور ہوئے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ مستشرق بھی اپنے کسی خیال میں قدر کے لائق نہیں کیونکہ یہ ایک طرف حدیث کے بارے میں اچھے خیال کا اظہار کرتا ہے۔ دوسری طرف قرآن کے بارے

(۱) المستشرقون از عقیقی ص ۶۶۸ ج ۲ (۲) نظرۃ عامۃ از دکتور علی عبد القادر

میں اس کا خیال عجیب وغریب ہے، وہ کہتا ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن پہلے کی دینی اور فلسفی کتابوں سے تلخیص کر کے مرتب کیا ہے" اس رائے کے اعلان کے بعد ہی یہ "المجمع اللغوی المصری" سے نکال دیا گیا۔ اور ظاہر ہے اسلام کی رائے اس مسئلہ میں بالکل واضح ہے۔

اور یہ ہے مستشرقہ ڈاکٹر لورا فاجلیری ادارہ علوم مشرقیہ میلانو کی استانی جس کی کتاب "تفسیر الاسلام" جو ثقافت اسلامیہ قاہرہ کی کتابوں میں ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتی ہے اس کے بارے میں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے اسلامی قدروں پر ریسیرچ کے دوران عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا ہے۔ جیسے اس نے ایک طویل مدت تک اسلامی ماحول میں زندگی گزاری ہو۔

یہی لورا اپنی کتاب میں اظہار خیال کرتی ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ غزوات میں مسلمانوں کے اندر جو فدائیت کا جذبہ ہوتا ہے اس سے ان کو الگ کیا جا سکے کیونکہ یہ جذبہ فدائیت انسانی فطرت ہے (۱) — حدیث کے بارے میں لکھتی ہے کہ" **احادیث نبویہ شفقت و مہربانی** کی بہترین تعلیمات پیش کرتی ہیں اور یہ کوئی زیادہ اہم بات نہیں کہ بعض احادیث مشکوک اور بعض محمد کا کلام نہیں" (۲)

لیکن وہ یہ بھول گئی کہ مسلمان جن احادیث پر اعتماد کرتے ہیں وہ صحیح اور ثابت شدہ حدیثیں ہیں، ہمارے علماء نے صحیح اور غیر صحیح کو الگ الگ کر دیا ہے۔

پھر کچھ آگے چل کر کہتی ہے جب صورت حال یہ ہے تو اگر کوئی یہ مسئلہ اُٹھاتا ہے کہ احادیث کی نسبت نبی کی طرف صحیح ہے یا نہیں تو اسے کیوں بڑی اہمیت دی جاتی ہے جب کہ دوسری طرف عالم اسلامی آج ان احادیث کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے قبول کرتا ہے (۳)

لیکن لورا کو یہ نظر نہیں آیا کہ ان احادیث کو نقد اور جرح و تعدیل کے بعد ہی قبول کیا جاتا ہے — لورا مزید کہتی ہے :۔ " اسلامی شریعت نے جرائم کے انسداد کیلئے کوئی

---

(۱) ص ۱۹ (۲) ص ۴۷، ۴۸ (۳) ص ۴۹

نیا نظام نہیں بنایا (۱)

لورا کی یہ بات اس کے انحرافات اور بددیانتی کا ایک نمونہ ہے ــــ اور یہ ہیں مستشرق مونٹجمری واٹ (MONTGEMRYWAT) جو انصاف واعتدال میں مشہور ہے۔ اس کی دو بڑی اہم کتابیں ہیں "محمد فی مکہ" اور "محمد فی المدینۃ"۔ یہ بھی اپنے دوسرے رفقاء کی طرح اسلامی عقیدے اور قانون کی پہلے تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسلام ایک عظیم مذہب ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچے، باحوصلہ، زیرک اور مخلص شخصیت ہیں۔

پھر ان میٹھے کلمات کے بعد کہتا ہے کہ محمد کی زندگی مکہ کے اندر جد وجہد اور آزمائش کی زندگی تھی اور مدینہ میں ان کے لئے دنیا وسیع ہوگئی تو اگرچہ ان کا مقصود دنیا نہ تھی لیکن وہ اسکی طرف راغب ہوگئے وہ یقیناً مخلص تھے لیکن جب دنیا ان کے سامنے آگئی تو اس کے فتنے سے بچ نہ سکے، یہ کتنا بڑا بہتان ہے۔ معاذاللہ ثم معاذاللہ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اور یہ ہے ہنری لامنس بلجیکی HENERY LAMANCE ۔ (۱۸۶۲-۱۹۳۷) "کتاب سوریہ" کا مؤلف، یہ اس کتاب میں خود کو شام کا پرستار اور اسکی عظمت کا قدرداں اور قوم شام پر ایمان رکھنے والا بتاتا ہے اور شامی وجود وتشخص پر زور دینے والا اور اسکے داعی کی حیثیت سے خود کو پیش کرتا ہے لیکن ان سب کے باوجود اس کی مزعومہ محبت درحقیقت اسلام وعرب کے خلاف اس کے سینے میں چھپے ہوئے بغض ونفرت کی آئینہ دار تھی۔ اور اسکی محبت کے پیچھے اپنا وہ مقصد چھپا رکھا تھا جس کی تحریک عیسائیت نے کی تھی۔ وہ مقصد یہ تھا کہ اسلام کے خلاف بغض وکینہ اور نفرت وعداوت کے زہر پھیلا سکے جن سے اس کا دل پک رہا تھا ــــ اسکی رائے تھی کہ شام پر اسلامی حادثہ وتسلط کے بعد اسے اس تلخی کو قبول کرتے ہوئے بھی اس کے دباؤ اور گرفت سے نکلنے کے لئے کچھ کوششیں کرنی چاہئیں اور اپنے پہلے کے عیسائی تشخص کو بحال کرنے کے لئے لبنان کو عیسائی ملک کی حیثیت دینی چاہئے

(۱) ص ۶۳

اور اسلام کی شکار ہونے والی شام کی عیسائیت کا اسے ٹھکانا اور مستقر بنانا چاہیے۔

وہ یہاں تک کہتا ہے کہ شام پر فرانسیسی اقتدار ہی شامی قوم کی عظمت و انفرادیت واپس لانے کا اہم اور بنیادی ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اس نے اپنی کتاب میں ایسے مختلف تاریخی مسائل ذکر کیے ہیں جن کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام و حدیث نبوی سے ہے ان کے اندر اس نے بیشمار الزامات، اتہامات، انحرافات اور شبہات پیش کیے ہیں لیکن اس قسم کے افترارات اسلام کے خلاف دسیسہ کاریاں کرنے والے ان شاطروں اور عیاروں سے اہل فہم و شعور کے لیے کوئی نئے نہیں ہیں۔

اس مقام پر مجھے دفاع یا مباحثہ نہیں کرنا ہے بلکہ میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ یہاں نمونہ کے طور پر ایسے مستشرقین کی رائیں پیش کروں جو انصاف کے ساتھ شہرت اور مکمل اعتماد حاصل کر چکے ہیں

حدیث کے بارے میں مستشرقین کا موقف حدیث نبوی کے موضوع پر کام کرنے والے بہت سے اہل تحقیق مستشرقین کے دو طرح کے نقطۂ نظر ہیں، ایک حدیث سے متعلق اور دوسرا راویوں سے متعلق۔

حدیث کے بارے میں ان کا نقطۂ نظریہ ہے کہ یہ لوگ ان صحیح احادیث سے متعلق بھی شبہات پیدا کرنے کا کام کرتے ہیں جن پر ہمارے محققین علماء اعتماد کر چکے ہیں اور ہمارے علماء کی ان کاوشوں سے تجاہل برتتے ہیں جو انھوں نے حدیث صحیح و غیر صحیح کو چھاننے پھٹکنے کے سلسلہ میں کی ہیں اور اس سلسلے میں انھوں نے چھان پھٹک کے ایسے اصول و ضوابط سے مدد لی ہے جو مکمل اعتماد و اطمئنان بہم پہنچاتے ہیں اور جن کا عشر عشیر بھی ان لوگوں کے مذہب میں نہیں مل سکتا۔ پھر یہ مستشرقین حدیث کے لکھنے اور حدیث کے مدون کرنے کے درمیان فرق نہیں کرتے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں لکھی گئی اور اس سے حدیث کے معتمد ہونے پر اثر پڑتا ہی اسلئے کہ احادیث عہدِ نبوت کے کتنے برسوں کے بعد معرضِ تحریر میں آئیں۔

جب کہ حق یہ ہے کہ احادیث کے لکھنے کی ابتداء عہدِ نبوت ہی میں خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی۔

اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ ارشادات ہیں :۔

(۱) اکتبوا لابی شاہ — ابوشاہ کے لیے میری باتیں لکھ دو۔

ابوشاہ یمن کے ایک شخص تھے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہوئی باتیں لکھنے کی درخواست کی تھی ——— پیغمبرِ اسلام کا دوسرا ارشاد ہے :۔

(۲) قیدوا العلم بالکتابۃ — تحریر کے ذریعہ تم علم محفوظ کرلو

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لکھنے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا

(۳) اکتب فوالذی نفسی بیدہ — لکھو کیونکہ اس کی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں

ماخرج منی الا الحق — میری جان ہے، میری زبان سے حق کے علاوہ کچھ نہ نکلا

رہیں وہ روایتیں جن میں احادیث لکھنے سے روکا گیا ہے ان کے بارے میں صحیح یہ ہے کہ وہ منسوخ ہیں وہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب قرآن اور حدیث کے باہم ملنے کا اندیشہ تھا۔

جیسا کہ حدیث میں ہے

ومن کتب عنی غیر القرآن — جس نے قرآن کے علاوہ مجھ سے کچھ لکھا

فلیمحہ — اسے مٹا دے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں فرمایا

امحضوا کتاب اللہ واخلصوہ — کتاب اللہ کو ہر شائبے سے پاک وصاف اور خالص رکھو۔

رواہ احمد

چنانچہ بہت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کو احادیث لکھنے کی اجازت سمجھی اور انھوں نے بہت سی حدیثوں اور سنتوں کو لکھا بھی جسکا باضابطہ ثبوت بھی ملتا ہے اور ان لکھی جانے والی چیزوں میں بعض چیزیں امت تک پہونچی بھی ہیں

انھیں میں صحیفۂ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور اسے خاصی شہرت حاصل ہے۔ بخاری نے سند کے ساتھ ابو حجیفہ سے روایت کی ہے ابو حجیفہ کا بیان ہے کہ میں نے علی سے دریافت کیا۔ کیا آپ کے پاس کوئی کتاب ہے انھوں نے فرمایا نہیں صرف ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے یا وہ فہم وبصیرت ہے جو ایک مسلم کو عطا کی جاتی ہے یا اس صحیفہ کی بعض باتیں ہیں میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا کیا ہے حضرت علی نے فرمایا عقل (خون بہا) اور قیدی کی رہائی اور یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان ایک کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا (۱)

بعض دیگر روایتوں میں اس صحیفہ کے مشتملات کی کچھ اور تفصیلات بھی ہیں (۲)

عہد صحابہ کی دوسری یادگار حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کا "الصحیفۃ الصادقۃ" ہے ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ یہ صحیفہ ایک ہزار احادیث پر مشتمل ہے (۳) حضرت عبداللہ نے خود اس کا نام صادقہ رکھا تھا ـــــ تیسری یادگار صحیفۂ جابر بن عبداللہ انصاری ہے۔ یہ وہ صحیفہ ہے جس کے بارے میں قتادہ بن دعامہ سدوسی فرماتے ہیں (۴) کہ یہ مجھے حفظ ہے اور میں اسکو دوسرے صحیفوں سے زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔ ان صحیفوں کے وجود سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنکر خاصی حدیثیں لکھ لی تھیں اور دوسری طرف اکثر صحابہ نے احادیث کے ذخیرے اپنے قوی حافظوں اور ذہنوں میں محفوظ کر رکھا تھا۔ اسی طرح صحابہ کے بعد تابعین علوم صحابہ کے وارث ہوئے اور ان سے روایتوں کو حفظ کیا اور لکھا۔

پھر جب اسلام دور دور تک پھیلا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مختلف شہروں میں منتشر ہوئے اور بہت سے صحابہ جنگوں وغیرہ میں جان بحق ہو گئے اور قوت حافظہ میں ضعف آگیا اور اس طرح سینہ بسینہ حدیثوں کا محفوظ رہنا مشکل نظر آنے لگا اس وقت تدوین

(۱) بخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم و مسلم (۲) مسلم ص ۵۶ سنن نسائی و مسند احمد ۱، ۱۱۸، ۱۵۲ (۳) اسد الغابہ ۳ــــ ۲۳۵ (۴) طبقات ابن سعد ۲ : ۱۸۹

حدیث کی ضرورت محسوس کی گئی اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے پہلی صدی کے اختتام پر مدینہ طیبہ کے عامل و قاضی حضرت ابوبکر بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ خیال رکھو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو حدیث بھی ملجائے اسے لکھ لو مجھے علم کے مٹ جانے اور علماء کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہے (۱)

یہ تدوین حدیث کا پہلا مرحلہ تھا جس کی تحریک اسلامی حکومت نے کی تھی اور یہ دوسری صدی ہجری کے نصف اول میں ہوا، اسی زمانہ میں تصنیف و تالیف اور جمع و ترتیب کی تحریک پیدا ہوئی جسمیں بہت سے ائمہ اور محدثین نے حصہ لیا۔

اس تحریک کا بنیادی اور جوہری مقصد یہ تھا کہ احادیث محفوظ ہوجائیں اور مفسدین کی دسیسہ کاری، لغو لوگوں کی دسترس اور غلو پسند اور باطل پرست لوگوں کی تحریف و افتراء سے پاک وصاف رہ سکیں۔ اس راہ میں عہد قدیم اور عہد جدید دونوں میں کی جانے والی علماء اسلام کی کاوشیں اور جانفشانیاں کبھی فراموش نہیں کی جاسکتیں۔

حفاظت حدیث کا اہتمام | حفاظت حدیث اور اس کے اندر احتیاط مختلف طریقوں سے ہوتی رہی یہاں تک کہ اس کے لئے ایک باقاعدہ علم اصول حدیث مدون ہوا۔ شروع شروع میں حدیثیں قبول کرنے میں مختلف طریقوں سے احتیاط برتی جاتی پھر راوی کے اندر عدالت وضبط کی شرطیں لگیں۔ اس کا ثبوت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے ملتا ہے:۔

" میں نے ستر ایسے لوگوں کو پایا کہ اگر ان میں سے کسی کو خزانہ کی کوٹھری سپرد کی جائے تو بھی امانتدار رہیں گے۔ اور انھوں نے "قال رسول اللہ" کہا، مگر میں نے ان میں سے کسی سے قبول نہ کیا کیونکہ وہ اسکے اہل نہ تھے۔ پھر احتیاط حدیث میں بڑی ترقی ہوئی جس کے نتائج یہ نکلے۔

(۱) سند و متن کے لئے نقد کے معیارات (۲) علم اصول حدیث (۳) صحیح احادیث کی تدوین (۴) راویان حدیث کے حالات دیکھنے کے لئے رجال کی کتابیں (۵) موضوع روایات جاننے

(۱) جامع بیان العلم

کے لئے مستقل کتابیں

مستشرقین کی نری جہالت اکثر مستشرقین تدوین حدیث اور تحریر حدیث میں فرق و امتیاز نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ بڑی بڑی غلطیاں کر جاتے ہیں، راویان حدیث کے بارے میں ان کا نظریہ توسراسر بغض وعناد اور پیروی نفس پر مبنی ہے۔ کیونکہ انھوں نے بڑے بڑے حفاظ حدیث اور ائمہ ضبط وعدالت کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور ان کی تاریخ مسخ کی ہے اور ان کے اوپر غلط الزامات عائد کئے ہیں اور دنیا کے سامنے انکی مسخ شدہ تصویر پیش کی ہے، ان نشانہ بننے والوں میں حضرت ابوہریرہ، حضرت زہری اور حضرت امام ابوحنیفہ جیسی شخصیتیں بھی شامل ہیں۔

میں چاہتا تھا کہ اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کروں لیکن چونکہ میں اس موضوع پر خود مستقل رسالوں کی شکل میں لکھ چکا ہوں اور مستشرقین پر لکھی جانے والی عام کتابوں میں بھی یہ بحثیں مل جاتی ہیں اس لئے اتنے ہی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے چند فضلاء کو اس موضوع پر لکھنے کی توفیق بخشی اور انھوں نے پوری چھان بین اور تحقیق کے بعد مستشرقین کے اعتراضات کے دنداں شکن جوابات دیئے اور عمدہ اور نفع بخش کام کیا۔

ان کی ایک مختصر فہرست یہ ہے :-

(۱) استاذ شیخ مصطفےٰ اسباعی نے اپنی کتاب "السنة ومكانتها في التشريع الاسلامي" میں مستشرقین کے جوابات دیئے۔

(۲) شیخ محمد عبدالرزاق حمزہ نے اپنی کتاب "ظلمات ابی ریہ" میں محمود ابوریہ صاحب کی "اضواء علی السنة" کے جوابات قلمبند کئے اضواء علی السنة لغویات اور جھوٹ کا پلندہ ہے

(۳) شیخ عبدالرحمن بن یحیٰ معلمی نے اپنی کتاب "الانوار الکاشفہ" میں ابوریہ کے جوابات دیئے

(۴) استاذ شیخ محمد سماحی نے اپنی کتاب "ابوہریرۃ فی المیزان" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کیا۔

(۵) استاذ شیخ محمد ابو زہرہ نے اپنی کتاب "الحدیث والمحدثون" میں مستشرقین کے جوابات لکھے۔

(۶) استاذ شیخ محمد محمد ابوشہبہ نے "دفاع عن السنۃ" نامی کتاب لکھی۔

(۷) شیخ محمد عجاج خطیب نے اپنی کتاب "السنۃ قبل التدوین وابوھریرۃ راویۃ الحدیث" میں مستشرقین کے جوابات دیئے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کیا۔

اخیر میں ہم استاذ ونسنک کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس نے خود دوسرے مستشرقین کے باطل مزعومات اور فاسد خیالات کے جوابات دیئے۔ اور ان کی غلطیوں کی نشاندہی کی اور انھیں جاہل بتایا اور نادان ٹھہرایا اور ان کے سامنے محدثین کا صحیح کردار واضح کیا اور حدیث کے مطالعے اور جرح وتعدیل کے سلسلے میں محدثین کی کوششوں اور روایت کی شرائط پورا کرنے والے راویوں کی صداقت کا اس نے تذکرہ کیا اور اس سلسلے میں بہت عمدہ اور مفید گفتگو کی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا

ان اللہ لینصر ھٰذا الدّین بالرّجل الفاجر	یقیناً اللہ تعالیٰ اس دین کو فاسق شخص سے قوت دیتا ہے۔

مستشرقین کے ان خیالات وآراء کے مختصر جائزہ کے بعد میرے لئے یہ کہنا آسان ہوگیا کہ مستشرقین دو گروپوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

۱ ۔ متعصب گروپ۔ ان کے مطالعوں کی کوئی علمی قیمت نہیں۔

۲ ۔ انصاف پسند گروپ۔ یہ بھی دو طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

پہلا طبقہ ۔ ان لوگوں کا جو علمی حلقوں میں انصاف پسندی کے ساتھ مشہور ہوئے۔ اور انھوں نے ظاہر کیا کہ مشرقیت کے مطالعہ کی طرف یہ لوگ صرف اس لئے متوجہ ہوئے

ہیں کہ مشرقی قوموں کی تہذیب، مذہب اور ان کی زبان و ثقافت سے واقف ہوسکیں اور یہ بھی ظاہر کیا کہ یہ لوگ اپنی علمی بحثوں میں مذہبی جذبات سے مکمل آزاد ہیں اس طبقہ نے اسلام کے بارے میں لکھا اور اسلام کو اس طرح پیش کیا جیسے کوئی صاف ستھرا کپڑا کسی گندے جسم پر ڈال دیا گیا ہو گویا اسلام ظاہر میں اچھا اور باطن میں برا ہے۔

یہ منافق مستشرقین کی ٹولی ہے گذشتہ صفحات میں پیش کی جانے والی مثالیں زیادہ تر اسی ٹولی پر چسپاں ہوتی ہیں۔

دوسرا طبقہ۔ اس طبقہ میں وہ لوگ ہیں جن کے مقاصد خالص علمی ہیں۔ یہ لوگ صرف بحث و تحقیق کا ارادہ رکھتے ہیں. اور عربی و اسلامی ذخائر کا مطالعہ اس طرح کرنا چاہتے ہیں کہ کچھ چھپے حقائق کھل کر ان کے سامنے آئیں۔ لیکن ایسے مستشرقین کی تعداد بہت ہی کم ہے۔

یہ لوگ بھی تحقیق و مطالعہ میں اپنے اخلاص کے باوجود غلطیوں اور دور از کار نتائج نکالنے سے محفوظ نہ رہ سکے خواہ اس کا سبب یہ ہو کہ یہ لوگ عربی زبان کے اسالیب سے ناآشنا ہیں یا تاریخی پس منظر سے کماحقہ واقف نہیں۔ یہ لوگ بلا تحقیق زمانۂ قدیم کے ماحول کا ایک تخیل اسی طرح قائم کر لیتے ہیں جس طرح وہ اپنے معاشرے کا ایک تخیل قائم کرتے ہیں۔ اور زمانۂ قدیم کے ماحول اور موجودہ ماحول کے درمیان خط امتیاز کھینچنے والے فطری، ذاتی اور انقلاب زمانہ کے باعث رونما ہونے والے فرقوں کو فراموش کر جاتے ہیں۔ یہ لوگ حق کے روشن ہونے کے بعد بہت جلد حق کی طرف پلٹ سکتے ہیں۔

لیکن اس قسم کے مستشرقین پر دوسرے مستشرقین بسا اوقات علمی کج روی، یا جذبات میں بہنے یا مسلمانوں کی چاپلوسی اور تقرب کے الزامات عائد کرتے ہیں۔

مثلاً "تھومس آرنلڈ" نے اپنی کتاب "الدعوۃ الی الاسلام" میں مسلمانوں کے ساتھ انصاف کیا تو اس کے ساتھ یہی کیا گیا۔ اس نے اس کتاب میں واضح کیا ہے کہ مسلمان ہر زمانہ میں اپنے مخالفین کے ساتھ عالی ظرفی کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں گو ان کے مخالفین کا رویہ ان کے ساتھ اس کے برعکس رہا ہو اس نے اس دعویٰ کے ثبوت بھی فراہم کئے ہیں۔

یہ کتاب مسلمانوں کی مذہبی وسیع الظرفی کی تاریخ کے موضوع پر نئے مآخذ میں بہت زیادہ معتمد اور ٹھوس سمجھی جاتی ہے، متعصب اور انصاف کے ساتھ شہرت رکھنے والے مستشرقین اور خاص طور سے عیسائی مشنری کے افراد صاحب کتاب کو طعنہ دیتے ہیں کہ اس کے اندر مسلمانوں سے محبت اور مہربانی کا زبردست جذبہ موجزن تھا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے کوئی بھی واقعہ بلا حوالہ نہیں لکھا (۱)

کچھ ایسے بھی مستشرقین ہیں جن کی مخلصانہ بحث وتحقیق اسلام قبول کرنے اور مغربی اقوام میں اسلام کا دفاع کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ جیسا کہ فرانسیسی آرٹسٹ مستشرق رینیہ کے ساتھ پیش آیا، یہ جزائر کا باشندہ ہے اثنا ر تحقیق اسلام سے متاثر ہوکر اسلام سے وابستگی کا اعلان کیا اور ناصر الدین رینیہ کے نام سے موسوم ہوا۔ ایک الجزائری عالم کی معیت میں اس نے سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موضوع پر کتاب لکھی، اس کی دوسری کتاب" اشعۃ خاصہ بنور الاسلام" ہے اس میں اس نے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیئے جانے والے اپنی قوم کے حملوں کا تذکرہ کیا ہے اس مستشرق نے فرانس میں وفات پائی اور اس کا جسم الجزائر لیجایا گیا جہاں یہ دفن ہوا۔ اور یہی ہوا اِن لوگوں کے ساتھ بھی۔ پروفیسر لیون انگریز اور رولف بارون اہراز نمساوی اور استاذ علوم مشرقیہ ڈاکٹر جیر مانوس مجری، ڈاکٹر مارکوس جرمن، کولونیل دونالد اس روکوبل امریکہ، مسٹر ڈاکٹر فلما ہالینڈ اور مسٹر زیجکی پولینڈ وغیرہ (۲)

ان لوگوں نے بھی اسلامیات کا مطالعہ کیا اور اسلام سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔

ناظرین کرام۔ اسلامیات کے مطالعہ کے سلسلے میں مستشرقین کی زبردست محنتوں اور جانفشانیوں سے انکار نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ ہم نے پہلے بھی اعتراف کیا ہے۔ ساتھ ہی مستشرقین کی کاوشوں اور مطالعوں سے استفادہ کرنا بھی ضروری ہے ہاں ان پر ضرورت سے زیادہ وثوق اور اعتماد بھی کوئی دانشمندی نہیں۔

(۱) الاستشراق از سباعی (۲) لماذا اسلمنا

تجاویز مطالعۂ مستشرقین کے سلسلہ میں ہماری یہ تجاویز ہیں (۱) انصاف واعتدال میں بعض مستشرقین کی شہرت بھی ہمارے لئے حقیقت تک پہونچنے میں رکاوٹ نہ بنے اور ہم ان کی ساری تحریروں کو بلا تامل نہ قبول کرتے چلے جائیں کیونکہ ان کی تحریروں میں شبہات، الزامات اور علمی انحرافات بھی ہیں (۲) ان مطالعوں کو بنیادی ماٰخذ کی حیثیت سے پیش کرنے کے لئے ہمارے لئے مناسب ہوگا کہ ہم اقوال کی چھان بین اور روایات پرکھنے کی کسوٹیوں پر انھیں کسیں اور دیکھیں اگر وہ صحیح معیار پر اتر سکیں تو انھیں قبول کریں ورنہ رد کردیں (۳) ہر مسلم ملک میں وزارت تعلیم ایک شعبہ کھولے یا ایک ایسے بورڈ کی تشکیل کرے جس میں علم دین کے فروعیات، اسلامی، تاریخی اور لغوی معلومات کے اسپیشلسٹ علماء شامل ہوں اور ایسے علماء بھی ہوں جو اجنبی زبانوں میں پوری مہارت اور مغرب اور وہاں کی شخصیتوں کے بارے میں بھرپور معلومات رکھتے ہوں۔

پھر یہ لوگ سب سے پہلے اسلام اور اسکی تاریخ سے تعلق رکھنے والی مستشرقین کی کتابوں کے ترجمے کا اہتمام کریں پھر دوسرے نمبر پر زبان وادب اور معاشرہ سے متعلق کتابوں کے ترجموں کیساتھ ہر کتاب کے حق وباطل کی وضاحت اور غلط اور صحیح موقف کی نشاندہی بھی کی جائے پھر جہاں جہاں تردید کی ضرورت ہو وہاں وہاں ٹھوس علمی سنجیدہ انداز میں تردید بھی کی جائے اور ان سب کو عربی زبان میں شائع کیا جائے۔ پھر ہر ایک کتاب کا ایک خلاصہ یا جائزہ الگ سے تیار کیا جائے اور اس جائزہ میں مؤلف کے علمی انحراف اور انصاف کی نشاندہی اور انحرافات واعتراضات کے جوابات بھی شامل ہوں اور اس کی اشاعت دنیا کی مختلف زبانوں میں کی جائے ——

(۴) اس طرح تشکیل پانے والے بورڈ میں ایسے علماء بھی ہوں جو مذاہب وادیان کا خصوصی مطالعہ رکھتے ہوں خصوصاً بڑے بڑے مذاہب کے جزئی تشخصات وخصوصیات پر ان کی نظر وسیع ہو جبکہ ان کے ساتھ مترجمین اور خاص اسلامی مطالعہ کے حامل اصحاب فکر علماء بھی ہوں۔ پھر یہ لوگ اہل مغرب کے علمی ذخیروں کے مطالعہ اور ان کے دین اور علوم وثقافت پر تنقید اور ان کی کتابوں کی تحریفوں اور ان کے موروثی پُرفریب فنوں کی نشاندہی کریں، انکی

تہذیب اور مقدس چیزوں، انکے فاتحین، رؤسار اور علمار کی تاریخ قلمبند کریں اور ان کو عربی اور دیگر زبانوں میں شائع کیا جائے۔ اس سلسلے میں ان مستشرقین سے بھی استفادہ کرنا بہتر ہوگا۔ جنکو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق بخشی۔ یہ لوگ اس میدان کے اچھے افراد ثابت ہوں گے۔

(۵) دینی اور تاریخی بہت سارے مسائل کو نئی بنیادوں اور نئے طرز پر لکھا جائے اور ان مسائل کو قلمبند کرتے وقت ان دو چیزوں کو ملحوظ رکھا جائے:۔

(۱) ان مسائل کو جہاں محل نظر اقوال وخیالات سے پاک رکھا جائے وہیں ان کو تفسیری کتابوں کی اسرائیلی روایتوں سے بھی دور رکھا جائے انھیں اسرائیلی روایتوں میں دشمنان دین کو شرانگیزی کو زیادہ مواد اور مواقع ملے ہیں، حالانکہ ہمارے یہاں ان کی حیثیت معمولی ہے جیسے عام طور سے لوگ جانتے ہیں (۲) عربی مآخذ ومراجع کی حیثیت وہی ہو جسکی وضاحت سید قطب اپنی کتاب "فکرۃ ومنہاج" میں اس طرح کر رہے ہیں۔ عربی مآخذ ومراجع درجہ اول کے ہوں اور مغربی مطالعے دوسرے درجہ کے ہوں۔ اسطرح کہ ان مغربی مآخذ سے نصوص وعبارات لکھنے اور انکو مرتب کرنے اور مختلف روایتوں کے درمیان موازنہ کرنے میں ہم ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور بس۔ اور بقیہ کام اسلامی محقق کو خود ذاتی طور پر کرنا چاہئے اور اس کا مطالعہ اگر متاثر ہو تو صرف واقعات سے ہو بشرطیکہ اس نے اپنی عقل وروح اور احساس کے ساتھ اسلامی ماحول میں زندگی بسر کی ہو اور اسلامی فکر وعقیدہ اور اسکے نظام کی عظمت اسکے دل میں پیوست ہو چکی ہو۔ اور شاید وہ زمانہ رخصت ہو چکا ہے جسمیں ہم اپنے علوم وتاریخ سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے ان مطالعوں پر اعتماد کرتے تھے جنکا اعتماد مطلقاً ہماری تصانیف وکتب پر ہے، اور شاید وہ زمانہ رخصت ہو چکا ہے جسمیں ہم اپنی زبان اور اپنے دین وعلمار سے صحیح اعتقاد رکھنے کے باوجود خود اپنے مآخذ سے ناواقف تھے اور انکو سمجھنے کے لئے غیروں کے فہم پر اعتماد کرنے کی ذلت وخواری کا شکار تھے۔ اور اب شاید وہ وقت آچکا ہے جب ہم اپنے علمی ذخیروں اور دفینوں سے غبار جھاڑ کر انھیں صحیح اور محقق شکل میں شائع کریں۔ اور شاید وہ وقت آچکا ہے جب ہم اپنے اندر اپنی مستقل شخصیت کا شعور واحساس پیدا کریں اور حق کے لئے اخلاص اور انصاف کا جھنڈا بلند کرنے اور تعصب وخواہشات نفسانی کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنی پوری ذمہ داری کا احساس کریں۔

اس سے نہ تو ان مطالعوں کی قدر و قیمت میں کوئی کمی واقع ہوگی اور نہ ہی ان سے دلچسپی رکھنے والے محققین اساتذہ کے منصب پر کوئی فرق آئے گا۔ لیکن میں اتنا عرض کروں گا کہ روایات و احادیث کے پرکھنے اور ناپنے کے جو پیمانے مقرر ہیں انھیں پیمانوں سے مستشرقین کے مطالعوں کو بھی ناپنا چاہیئے ـــــ اور ساتھ ہی مقاصد میں بھی ہم تبدیلی چاہیں گے کیونکہ ہم ثابت کر دکھائینگے کہ استشراقی مطالعوں کے اندر اس بڑی تبدیلی سے اسلام کو فائدہ پہنچے گا اور یہ تبدیلی ہمارے اندر ایک زبردست عزم و حوصلہ پیدا کریگی تاکہ ہم کوئی اور بھی تبدیلی لاسکیں جو پہلے سے زیادہ فعال اور غرض و مقصد میں پہلے سے کہیں زیادہ بہتر ثابت ہو ـــــ اور جب یہ چیز حاصل ہوجائیگی تو یہ محققین کیلئے بڑی فائدہ بخش ثابت ہوگی اور یہ لوگ حقیقی سعادت و ہدایت سے بہرہ مند ہوسکیں گے جس طرح دیگر بہت سے محققین بہرہ ور ہو چکے ہیں

حضرات گرامی! مستشرقین سے متعلق میں نے یہ چند باتیں "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر پیش کیں، ممکن ہے میری یہ کاوش اس موضوع کی ایک مفید خدمت ثابت ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اس موضوع پر بڑی گفتگوئیں کہی جا چکی ہیں اور ابھی بہت کی جائیں گی ـــــ ساتھ ہی مجھے اعتراف ہے کہ جو باتیں ابھی لکھنے سے رہ گئی ہیں وہ زیادہ اور بہت زیادہ ہیں لیکن مالا یدرك كله لا يترك جله (ترجمہ) اگر سب حاصل نہ ہوسکے تو اکثر کو چھوڑنا بھی نہ چاہیئے"۔

میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں نیک اعمال کی توفیق بخشے اور خیر و رشد کی راہ چلائے اور اسے خالص اپنی مرضی کے لئے خاص فرمائے اور اس ملک اور دیگر بلاد مسلمین کو تمام اندرونی و بیرونی فتنوں سے محفوظ رکھے اور جو بھی اسلام کے خلاف کسی سازش اور شر کا ارادہ کرے اللہ عزوجل اسی کو اس شر میں گرفتار کرے اور جو اسلام کی بہتری کا ارادہ کرے رب تعالیٰ اسکی دستگیری فرمائے اور مقاصد خیر میں اس کی مدد فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ

اجمعین

المجمع الاسلامی مبارکپور

کی

تصنیفی خدمات

۱- نور الایمان (مترجم) افتخار احمد قادری ۱۰/-

۲- امام احمد رضا یٰسین اختر مصباحی ۱۲/-
(ارباب علم و دانش کی نظر میں)

۳- المدیح النبوی اختر اعظمی مصباحی ۱۲/-

۴- الادب الجمیل افتخار احمد قادری ۱۲/-

۵- الفضل الموہبی معرب ” برائے تقسیم
(مسلک امام اعظم اور حدیث صحیح)

۶- ارشادات اعلیحضرت اول محمد عبد المبین نعمانی ۵/-

۷- تدوین قرآن محمد احمد اعظمی مصباحی ۱۰/-

۸- فضائل قرآن افتخار احمد قادری ۱۵/-

۹- گنبد خضرا اختر مصباحی ۵/-

۱۰- امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات ” ۲۰/-

۱۱- سوانح محدث دہلوی محمد عارف اللہ قادری ۲/۵۰

۱۲- حجۃ اللہ علی العلمین (مترجم) محمد احمد اعظمی مصباحی ۱۰۰/-

۱۳- تنقید معجزات کا علمی محاسبہ ” ” ۶/-

۱۴- تصنیفات امام احمد رضا محمد عبد المبین نعمانی ۵/-

۱۵- پیغام عمل (دعوت تنظیم و تحریر و اشاعت) اختر مصباحی ۱/۷۵

۱۶- مجاہد ملت کی مجاہدانہ عزیمت ” ” ۸۰/-

۱۷- نذر حبیب محمد عبد المبین نعمانی ۱/-

۱۸- تذکرۂ غازی بدر القادری ۴/-

۱۹- معین العروض محمد احمد مصباحی ۳/-

اشاعتی خدمات

۱- مقالات امجدی مفتی شریف الحق امجدی ۳/-

۲- امتیاز حق راجہ غلام محمد لاہوری ۶/-
(علامہ فضل حق خیرآبادی اور اسمٰعیل دہلوی کے سیاسی کردار کا تقابلی جائزہ)

۳- فاضل بریلوی پروفیسر مسعود احمد دہلوی ۱۰/-
(علماء حجاز کی نظر میں)

۴- گناہ بے گناہی ” ” ۴/۵۰
(فاضل بریلوی کی انگریز دشمنی کے شواہد)

۵- امام اہلسنت (فاضل بریلوی) ” ” ۳/-

۶- حقوق اولاد امام احمد رضا قادری ۶۰/-

۷- حقوق والدین ” ” ” ۷۵/-

۸- معانقۂ عید ” ” ” ۲/۵۰

۹- خلافت صدیق و علی ” ” ” ۹۰/-

۱۰- تخلیق ملائکہ ” ” ” ۷۵/-

۱۱- ذبیحۂ اولیاء ” ” ” ۶۰/-

۱۲- دعوت میت ” ” ” ۵۰/-

۱۳- احادیث شفاعت ” ” ” ۵۰/-

۱۴- جد الممتار اول (حاشیہ شامی عربی) ” ” ۳۰/-

۱۵- ایصال ثواب صدر الشریعہ برائے تقسیم

۱۶- ارشاد القرآن حافظ ملت ”

۱۷- فضائل درود و سلام مولانا سعید شبلی ”

رابطہ کا پتہ :- المجمع الاسلامی - مبارکپور - ضلع اعظم گڈھ - یوپی - ہند